

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

# میلاداد بی

لرز

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب لاہور

ناشر مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال



قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مِللاداد سی

از نیر (قدس) مکتب کارپوریشن  
کتاب بخش روڈ، لاہور ۵۵۳۵۹  
مجموعۃ الاسلام غزالی وقت محدث اعظم حضرت علامہ

سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ النوار المسلمون ملتان

مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال



# عرض ناشر

قائمين کرام

حضرت قرانی زمان وامت برکاتہم العالیہ کی ذات گرامی علی مقدس میں محتاج تعارف نہیں۔  
معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحق المبین، تقریر منیر، تسکین الخواطر، محبت، حدیث، حبیبی، بند پایہ  
علی کتابیں الی علم سے آپ کی ہدایت علم کا سکہ منور ہو چکی ہیں، زیر نظر کتاب سیلا والنسب صلی اللہ علیہ وسلم  
کلمہ کو آپ نے علماء اور شائق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خصوصاً ارباب منبر پر احسان عظیم فرمایا ہے۔  
اگرچہ اردو زبان میں اس موضوع پر بے شمار تصنیفات شائع ہو چکی ہیں، مگر ان میں زیادہ تر  
انہی واقعات کو لکھنے پر اکتفا کیا گیا جو زبان زد خاص و عام ہیں، لیکن حضرت قرانی زمان وامت برکاتہم  
نے قرآن و حدیث فقہ و تفسیر سیرت و تصوف کی بے شمار کتابوں کے گہرے مطالعے کے بعد وہ گوہر ہاتھ  
گرا نامیہ صفحات قرطاس پر بکھرے ہیں، جن کو قبل ازیں علوم کا تذکرہ ہی کیا خواص میں سے بھی بہت ہی  
کم حضرات کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہوگا۔  
یہ کتاب پہلے ہی کئی بار طبع ہوئی، لیکن اس کی کتابت و طباعت پر کما حقہ توجہ نہ دی  
گئی، اب احباب کے پُر زور مطالبے پر "مکتبہ فریدیہ ساہیوال" نے پوری محنت  
میساری کتابت و طباعت اور جدید صورت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔  
"اگر قبول اقتدار ہے عز و شرف"

برادری حافظ نعمت علی چشتی  
سیالوی



مَحَمَّدٌ وَنُفُوسُ عَلَى رُؤُوسِ زِينَةِ الْكَرِيمِ

## صبح طیبہ

صبح طیبہ میں ہوئی بُنا ہے بار آور کا  
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

ماہ ربیع الاول شریف وہ نورانی مہینہ ہے، جس کی آغوش میں نور مبین کے جلوے  
قیامت تک چمکتے رہیں گے۔ بموجب فرمانِ خداوندی و ذکر ہم ہایام اللہ، آج ہمیں اس مبارک  
دن کی یاد تازہ کرنی ہے جو سیدایام الشریعہ یوم ولادت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے  
یہ وہ مبارک دن ہے جس میں خدا کے سب سے پہلے اور آخری نبی جناب احمد مجتبیٰ حضرت  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے، اس مضمون میں ہمیں سب سے پہلے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت و ولادت اور بخت پر روشنی ڈالنی ہے۔

### تشیع

عالم اجسام میں جلوہ گر ہونے سے پہلے ذات پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا  
دہم سے وجود میں جلوہ گر ہونا خلقتِ محمدی ہے، اور اس وار دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام



کا پیدا ہونا ولادت محمدی سے اور چالیس سال کی عمر شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہی  
نبوت سے مشرف ہو کر لوگوں کو ان کی طاعت بلانے پر مامور ہونا بشت محمدی ہے۔ اور اس اجمال  
گفتگو کے بعد تفصیل کی طرف آئے۔ اور سب سے پہلے خلقت محمدی کا بیان قرآن و حدیث کی روشنی  
میں سنئے۔

## خلقت محمدی علیہ السلام

اجرام سے قبل عالم امر میں ذوات انبیاء علیہم السلام کا موجود ہونا اس قرآن سے ثابت ہے  
جس کا مقتضایہ ہے کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بطریق اولیٰ عالم ارواح میں موجود ہو اللہ تعالیٰ  
نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ  
مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ  
مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ  
قَالَ أَأَقْرَضُكُمْ وَأَخَذْتُ مِنْكُمْ ذِكْرًا أَصِيرُ  
قَالُوا أَأَقْرَضُ قَالَ نَاشِدُ وَإِنَّا لَمَعَكُمْ  
مِنَ الشَّاهِدِينَ لَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ  
قَالَ لَوْلَا لَهُمْ أَنْفَاسٌ تَحْيَوْنَ

اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ  
میں نے تم کو کتاب اور حکمت سے آدائے کیا  
پس رسول مقرر جو تصدیق کرنے والا ہو اس  
چیز کی جو تمہارے ساتھ ہے۔ تو تم ضرور اس  
پر ایمان لاؤ گے۔ اور اس کی ضرورت کو دے گے  
فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس شرط پر میرے  
عہد کو قبول کر لیا۔ سب نے کہا ہم نے اقرار کر  
لیا۔ فرمایا تو اب گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے گواہوں  
میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی پھر جائے اس  
کے بعد تو دوسری لوگ نافرمان ہیں۔

اور جب نکالا تیرے رب نے نبی آدم کی پیشانی  
سے ان کی اولاد کو اور قرآن لیا ان سے ان کی ہاتھ  
پر کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب! بولے کیوں نہیں

ایک تو ہمارا رب ہے ہم اقرار کرتے ہیں۔  
تمام نفوس بنی آدم سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس قدسی نے بلی کہہ کر اللہ تعالیٰ  
اور باقی تمام نفوس بنی آدم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرار پر اقرار کر کے۔  
اللہ کا خلق ہی یہی ہے کہ ذات پاک مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء مخلوق ہو کر عدم سے وجود  
پیدا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ما من النسین ميثاقهم ومنك  
تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ  
سے جو نبیا ہے مریم کا۔ اور لیا ہم نے ان سے یہ سچا  
اقرار۔

اس آیت کریمہ میں جس عہد اور اقرار کا بیان ہے وہ تبلیغ رسالت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ  
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تبلیغ رسالت پر عہد لیا۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچی  
گواہی دی کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور یہی عالم ميثاق کا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کی خلقت اس وقت  
ہوتی تو اس عہد اور اقرار کا ہونا کس طرح مقصور ہوتا۔

ایہ امر کہ خلقت محمدی تمام کائنات اور خصوصاً جمیع انبیاء کرام علیہم السلام کی  
تو اس مضمون کی طرف قرآن کریم کی بعض آیات میں واضح اشارات پائے جاتے  
ہیں۔ جو صریحاً اور سب سے پہلے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اقل خلق ہیں۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام  
اس کے بعد آئے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔  
یہ سب رسول ہیں۔ فضیلت وہی ہم نے لیا



مَنْ كَلَّمَ اللَّهَ وَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ  
کے بعض کو بعض پر بعض العالیوں سے وہ ہیں

جن سے اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کئے۔

جن کے درجے بلند کیے، وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور کے درجوں کی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ درجات خلقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ سب سے بلند اور آپ سب سے پہلے مخلوق ہو کر سب کی اصل ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً بِلِقَاءِ الْعَالَمِينَ  
اور ہمیں بھیجا ہم نے آپ کو اپنے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔

آیت کریمہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لیے رحمت ہیں۔ اس آیت میں الطلین اسی طرح اپنے علوم پر ہے۔ جیسے "الحمد لله رب العالمین" ہے۔ بعض مواقع میں الطلین قرآن خارجہ کی وجہ سے مضموم ہے۔ لیکن اس آیت کریمہ میں کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ بعض قرآن خارجہ اس کے مضموم کی تائید کرتے ہیں مثلاً یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہونا حاجت رسالت سے ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہونے کی وجہ سے رحمت ہونا کا عموم رسالت کے عموم کے عین مطابق ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں رحمت ہونا اسی کے لیے رحمت قرار پائیں گے۔ اب یہ معلوم کر لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کتنا شریف لائے۔ تو مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے۔

أَوْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً  
میں ساری مخلوق کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہوں۔

جب وہ ساری مخلوق کے لیے رسول ہوئے تو وہ عالمین قرار پائے۔ لہذا ضروری ہوا کہ آپ رحمۃ الطلین ہوں۔ ثابت ہوا کہ میں طرح حضور کی رسالت تمام عالمین کے لیے نام سے

ہو کر آپ کی رحمت میں تمام جہانوں کے لیے عام اور ماسوائی اللہ کو محیط ہے۔

اس آیت کی روشنی میں دیگر بدترین لوگوں کے لیے حضور رحمت ہیں اس لیے کہ وہ مذاہب کے لوگوں کے آئین کا جواب یہ ہے کہ اول تو ظہور رحمت کے مراتب ہر ایک کے حق میں

مختلف ہیں۔ انسانی میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے۔ ولا تغریق بین المؤمن والکافر۔ اور فی ذلک الرحمة متفاضلة، (تفسیر روح المعانی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لیے رحمت ہیں۔ اس بارے میں مؤمن و کافر کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ مگر رحمت ہر ایک کے حق میں مختلف درجات سے ہے۔ کہ ان کا مبتلائے عذاب ہونا اس لیے ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے منہ پھیرا اور نہ حضور کی رحمت میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمت پر مبنی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَرَحْمَتِي رَاسَتْ

میرا رحمہ میری رحمت پر مشے پر وسیع ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی کفار مبتلائے عذاب ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے رحمن و رحیم ہونے میں کچھ فرق آئے گا یا ممکن شی کے عموم سے انہیں خارج سمجھا جائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ اللہ نہیں اور نہ گز نہیں، بلکہ یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو ہر شے پر وسیع ہے کہ جس کو اپنی عدم البتہ کی وجہ سے اس قابل ہی نہیں کہ رحمت خداوندی سے فائدہ اٹھائیں۔

اب یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا استثنا تمام عالمین کے لیے رحمت ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں تو یہ بات بخوبی روشن ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرد عالم کے لیے رحمت ہیں۔ اور حضور کے رحمت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرتبہ ایمان میں تمام عالم کا موجود ہونا

اللہ تعالیٰ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ رحمت ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصل ایمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہونا نہیں ہو سکتا۔ وجود ولایت ہے۔ اور عدم اس کی ضد کل موجودات نعمت

اللہ تعالیٰ کے رحمت سے وابستہ ہیں، ظاہر ہے کہ جو ذات کسی کے وجود کا سبب اور مددگار ہے وہ یقیناً اس کے لیے رحمت ہے۔ رحمت کی حاجت ہوتی ہے۔ اور جس چیز کی حاجت ہو







لقد اظهر من حسن الادب والاحسان ما لا يدرك بالحواس

امام صاحب حدیث کی کتب میں جو احادیث مذکور ہیں آپ نے حدیث میں کوئی شخص مبالغہ راق سے بہتر دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ

امام صاحب حدیث نے فرمایا کہ حدیث کی تصریح فرماتے ہوئے احادیث فرماتے ہیں۔ قد خلق کل شیء من نورہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث العظیم اسی حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دلائل النبوة میں تقریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں علامہ غامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور یس کا لا نور الروح النبوة القدسیۃ لم یف من نورہ والملائکۃ شریکون الا نور وکان صلی اللہ علیہ وسلم اقل من خلق اللہ نوری ومن فوی خلق کل شیء وغیرہ معانی سعناہ یعنی مقام میں اہل سنت کے امام سید ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے۔ اور فرشتے انہی انوار سے مجسم ہوئے پھر ان میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شاہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرحمن محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارق النبوة میں فرمایا کہ حدیث صحیح وارود شد کہ اقل من خلق اللہ نوری (مدارق النبوة جلد ۱ ص ۱۰۰) پھر حدیث جاریہ کا مضمون بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اصل القدر الکمال اس حدیث کو قبول کرنا اور تصدیق فرمایا اس پر اکتفا کر کے اس سے مسائل استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشنی دلیل ہے۔ خصوصاً سیدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا حدیث میں کے بحث کے نورانیہ من اقامت اللسان فی مدحہم العظام میں اس حدیث کے متعلق

حدیث الصحیح فرمانا صحت حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو اس حدیث کی صحت میں متروک رہتے ہیں۔

اس حدیث میں نورہ کی اضافت بیان یہ ہے۔ اور نور سے مراد ذات ہے۔ نور قانی بلد اول ص ۱۰۰ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ السلام کی ذات کا مادہ ہے۔ نعوذ باللہ

حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔ تعالیٰ اللہ من ذلک علواً کبیراً۔ اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لیے کہ ایسا ناپاک عقیدہ نہیں کفر و شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ذاتی تمثیل فرمائی جو حسن الوہیت کا ظہور اول تھی۔ لہذا اس کے ذات خداوندی نور محمدی کا مادہ یا حصہ اور جزو قرار پائے۔ یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لیے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن و حدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا۔ البتہ بچنے اور لطیفہ کے طور پر اتنا کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے۔ لیکن آفتاب کی ذات یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ اور ہمارا یہ کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشہ کا نور آفتاب کے نور سے ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا۔ اور اسی نور محمدی نور ذات احدی سے اس طرح منور ہوا کہ نور محمدی کو نور خداوندی سے قرار دینا صحیح ہوا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوئی۔ شیشہ سورج سے روشن ہوا۔ اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گئے۔ نہ پہلے شیشے نے آفتاب کے نور کو کم کیا اور نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی۔ حقیقت یہ ہے کہ فیضان وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور کو پہنچا اور حضور کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔



اس کے بعد اس شہید کو بھی دُور کرتے جائیے کہ جب ساری مخلوق حضور کے نور سے  
موجود ہوئی۔ تو ناپاک، خبیث اور قبیح اشیاء کی بُرائی اور قباہت معاذ اللہ حضور علیہ السلام کی  
طرف منسوب ہوگی جو حضور کی شہید تو ہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
آفتابِ وجود ہیں۔ اور کل مخلوقات حضور علیہ السلام کے آفتابِ وجود سے فیضانِ وجود حاصل کر رہی ہے  
جس طرح اس عالمی آفتاب کی شعاعیں تمام کرۂ ارضی میں عبادات و منباتات اور کل معذنیات  
جسمانیہ اور جبرائیم کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کا اضافہ کر رہی ہے۔ اور کسی  
کی اپنی بُری خاصیت کا اثر شعاعوں پر نہیں پڑتا، نہ کسی چیز کے اوصاف و اثرات سورج کے  
لیے قباہت اور نقصان کا موجب ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے زہریلی چیزوں کا زہر اور مہلک اشیاء کی یہ  
تأثیرات معذنیات و منباتات وغیرہ کے الوان طوم و دروغ کٹنا، میٹھا مڑا، اپنی بُری قوسب کچھ  
سورج کی شعاعوں سے برآمد ہوتی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی چیز کی کوئی صفت سورج کے لیے مضر  
کا موجب نہیں کیوں کہ یہ تمام حقائق آفتاب اور اس کی شعاعوں میں انتہائی لطافت کے ساتھ  
پائے جاتے ہیں اور اس لطافت کے مرتبے میں کوئی اثر بُرا نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ جب وہ لطیف اثرات  
اور حقائق سورج اور اس کی شعاعوں سے نکل کر اس عالمِ اجسام میں پیشپے اور رفتہ رفتہ ظہور پذیر ہوتے  
ہیں تو ان میں بعض ایسے اوصاف و خواص پائے جاتے ہیں جن کی بنا پر انہیں قبیح ناپاک اور بُرا کہا جاتا  
ہے۔ ظاہر ہے کہ ان برائیوں کا کوئی اثر سورج یا اس کی شعاعوں پر نہیں پڑ سکتا۔ اسی طرح عالمِ اجسام  
میں کیفیتِ اُنہج چیزوں کا کوئی اثر حضور علیہ السلام کی ذاتِ پاک پر نہیں پڑ سکتا۔

اس کے بعد یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ سورج کی شعاعیں ناپاک گندی چیزوں  
پر پڑنے سے ناپاک نہیں ہو سکتیں۔ تو انوارِ محمدی کی شعاعیں عالمِ موجودات کی برائیوں اور نجاستوں  
سے معافانہ کیوں کہ متاثر ہو سکتی ہیں۔ نیز یہ کہ حضور علیہ السلام کے نور میں حقائقِ اشیاء پائی جاتی ہیں  
اور حقیقت کسی چیز کی نفس اور ناپاک نہیں ہوتی۔ نہایتیں مٹی میں دب کر مٹی ہو جانے کے بعد پاک ہو جاتی  
ہیں۔ نجاستوں کا جو کھا و کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی کے بھی اجزاء پودوں کی غذا بن کر فائدہ نافع، پھول

اور پھل پتھریوں اور ترکاریوں کی صورت میں ہمارے سامنے آ جاتے ہیں۔ اور وہی اجزاء غلیظہ اندہ اور پھل  
نہ کہ ہماری غذا بن جاتے ہیں جنہیں پاک سمجھ کر ہم کھاتے پیتے اور کسی قسم کا تردد و دل میں نہیں لاتے مہبت  
ہو کہ ناپاک کے اثرات حضور و نعینات آتے ہیں جو محض امورِ مقابریہ ہیں حقیقتیں ناپاک نہیں ہو سکتیں  
اس لیے کل مخلوقات کا نور محمدی سے موجود ہو نا کسی اعتراض کا موجب نہیں۔

## تقسیم نور

حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو بار تقسیم نور کا ذکر آیا ہے اس کے یہ معنی  
نہیں کہ معاذ اللہ نورِ محمدی تقسیم ہوا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب نورِ محمدی کو پیدا فرمایا تو اس میں شمع  
در شمع بڑھا لیا اور وہی مزید شمعیں تقسیم ہوئی رہیں۔ اس مضمون کی طرف علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ  
نے بھی اشارہ فرمایا۔ دیکھئے نزہ فی علی المواہب جلد اول ص ۱۲۰۔

ربا یہ شہید کہ نورِ محمدی سے روحِ محمدی مراد ہے۔ لہذا حضور علیہ السلام کا نور جو ثابت نہ ہوا  
تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں خود نبیک من نور ہے۔ وارو ہے جس طرح نور میں انوار  
بیانیہ ہے۔ اور لفظ نور مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی طرح نورِ نبیک میں اضافتِ بیانیہ ہے۔ اور لفظ  
نور سے ذاتِ پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ ابتدا ذاتِ محمدی کو لفظ نور سے تعبیر فرمایا  
گیا ہے اس مقام پر یہ کہنا کہ صرف روحِ پاک نور ہے جسمِ اقدس نور نہیں۔ بلکہ تجریدی پر مبنی ہے جسم  
اقدس کی لطافت اور نورانیت پر انشاء اللہ ہم آئندہ گفتگو کریں گے۔ مبرورست آنا عرض کر دینا کافی سمجھتے  
ہیں کہ حدیث جابر میں تمام اشیاء سے پہلے جس نورِ محمدی کی خلقت کا بیان ہے، وہ حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی ذاتِ پاک کا نور ہے۔ اور وہ اس لطیف حقیقت کو بھی شامل ہے جسے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے نورانی اور پاکیزہ اجزاء جسمیہ کا جو ہر لطیف کہا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ وہ نورِ پاک اور  
علیہ السلام کی پشتِ مبارک میں بطور امانت رکھا گیا۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں :-



وفي الخبر لما خلق الله تعالى آدم جعل ادم (ذلك النور) نور المصطفى في ظهره فكان شدة ابعاف حبيبه الميزقاني على الواجب جلد اول و دوم مواجب لدنيه جلد اول من ترجمه حديث من آيا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی پشت مبارک میں رکھ دیا۔ وہ نور پاک ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشت آدم میں ہونیکے پیشانی آدم علیہ السلام سے چمکتا تھا۔ اور آدم علیہ السلام کے باقی انوار پر غالب ہو جاتا تھا۔ یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ پشت آدم علیہ السلام میں ان کی تمام اولاد کے وہ لطیف اجزائے جسم تھے جو انسانی پیدائش کے بعد اس کی ریڑھ کی ہڈی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی اس کے اجزائے اصلیہ کہلاتے جاتے ہیں۔ نہ مرت آدم علیہ السلام بلکہ ہر باپ کے سلب میں اس کی اولاد کے ایسے ہی لطیف اجزائے بذریعہ موجود ہوتے ہیں جو اس سے منتقل ہو کر اس کی نسل کہلاتی ہے۔ اولاد کے ان ہی اجزائے جسم کا آبا کے اصلا ب میں پایا جانا باپ بیٹے کے درمیان ولایت اور انیت کے رشتہ کا سنگ بنیاد اور سبب اصل ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت میں قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کے اجزائے اصلیہ رکھ دیئے۔ یہ اجزاء روح کے اجزاء نہیں۔ نہ روح کا کل میں کیوں کہ ایک بدن میں ایک ہی روح سما سکتی ہے۔ ایک سے زیادہ ایک بدن میں روح کا پایا جانا جائز باطل ہے۔ لہذا آدم علیہ السلام کی پشت میں حضور علیہ السلام کی روح مبارک نہیں رکھی تھی بلکہ جسم آدم کے جوہر لطیف کی نورانی شمعیں لگ گئی تھیں جو نور ذات محمدی کی شمع میں تھیں۔

اور اوج بنی آدم کا ان کے آبا کے اصلا ب میں نہ رکھا جانا صحیحین کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ استقرار حمل سے چار مہینے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتیں کہنے کے لیے بھیجتا ہے۔ اس کا عمل عمر، رزق، اور روزی یا بنتی ہونا پھر اس میں روح پھونک جاتی ہے۔ (مشکوۃ) معلوم ہوا کہ اولاد کی رو میں باپ کے سلب میں نہیں رکھی جاتی، بلکہ شکم مادر میں چھوڑی جاتی ہیں۔

ایک شبہ کا ضروری ازالہ : شاید کوئی شخص اس غلط فہمی میں

سہا ہو جائے کہ علم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ان کی قیامت تک ہونے والی تمام اولاد کو باہر نکالی کر ان سے اپنی ولایت کا عہد لیا تھا۔ محرم ہوا کہ تمام بنی آدم کی ارواح آدم علیہ السلام کی پشت میں تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پشت آدم سے ان کی اولاد کی ارواح نہیں نکالی گئی تھیں۔ بلکہ وہ ان کے اثناس میں شامل تھے جو مثال سرتوں میں ان کی پشت مبارک سے بقدرت ایزدی ظاہر کئے گئے تھے کیوں کہ ہم ابھی حدیث صحیحین سے ثابت کر چکے ہیں کہ ان کے پیٹ میں نطفہ روح کیا جاتا ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ نور محمدی اپنی ولایت و کرامت کے مقام میں جلوہ گر ہوا۔ اور پشت آدم علیہ السلام میں اجزائے جسمانیہ کے جوہر لطیف کے انوار کھٹے کھٹے تھے جو اصلا ب ظاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتے رہے۔

## تطبیق

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نور محمدی آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا گیا۔ اور بعض روایات میں دارو ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی آدم علیہ السلام میں جا رہا تھا۔ جبکہ تفسیر کبیر جلد دوم میں ہے۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ جب نور مبارک پشت آدم ہی میں تھا۔ لیکن اپنے کمال نورانیت اور شدت چمک کی وجہ سے پیشانی آدم علیہ السلام میں چلتا تھا۔ الحمد للہ! ہمارے اس بیان سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کا بدن مبارک بھی نور تھا۔

صاحب روح المعانی حضور علیہ السلام کے اول خلق ہونے کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں۔ ولذا کان نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول المخلوقات ففی الخبر اول مخلوق اللہ تعالیٰ نور نبیک یا جابر (تفسیر روح المعانی ص ۱۹)

(توضیح) : (چون کہ حضور علیہ السلام وصول فیض میں واسطہ غلطی میں) اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول مخلوقات ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں دارو ہے، سب سے پہلے تو جو چیز



جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ تیرے ہی کا کردار ہے، اسے جابرؓ

اس حدیث پر ابرہہؓ کو مولوی اشرف صاحب تھانویؒ نے اپنی کتاب نشر الطیب صغریٰ پر تفصیل سے لکھا ہے۔

(۳) حدیث حضرت عراب بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد، امام بیہقی، وحاکم نے حدیث عراب بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا، بیشک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انبیاء ہو چکا تھا، اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خیمہ میں تھے، یعنی ان کا ابھی پیکر بھی نہ بنا تھا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا، مشکوٰۃ شریف نے بھی یہ حدیث بروایت شریح السنن مذکور ہے، (مواہب اللذیہ جلد دوم)۔

## ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ خاتم النبیین کے معنی میں تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا نبی، یہ معنی دنیا میں متحقق ہو سکتے ہیں، علم ارواح میں ان کا معنی ثابت ہونا ممکن نہیں، لہذا اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ حضور کا تمام انبیاء میں مقدر تھا یا یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی قطعاً آخری نبی ہیں، اور حدیث کا مطلب یہی ہے کہ میں فی الواقع خاتم النبیین ہو چکا تھا، نہ یہ کہ میرا خاتم النبیین ہونا علم الہی میں مقدر تھا، کیوں کہ علم الہی میں تو ہر چیز مقدر تھی، البتہ یہ ضرور ہے کہ آخر النبیین ہونے کا ثبوت ان ظہور وراکب مرتبہ میں اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ختم نبوت کے منصب پر اپنے حبیب مصلی اللہ علیہ وسلم کو ہی فرمادیا۔

بائیں معنی کہ سب نبیوں کے بعد ان کا سرور بن کر جانے والا نبی ہی محبوب ہے، اگرچہ جانے کا موقع ابھی نہ آیا ہو، یہ بالکل ایسا ہے کہ بادشاہ کسی کو امیر جمہاد مقرر کر دے تو اس امارت کا ظہور جمہاد پر جانے کے بعد ہی ہوگا، اس کا منصب جلیل پہلے ہی سے ثابت ہو گیا، اسی طرح یہاں نبیوں کے منصب خاتم النبیین کا ثبوت حضور مصلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پہلے سے ثابت تھا، لیکن اس کا ظہور دنیا میں نشر

۱۷ کے بعد ہوا۔

اس بیان سے ایک اصول ظاہر ہو گیا کہ ثبوت کمال کے لیے اسی وقت ظہور لازم نہیں، اسی لیے اہل سنت کا مسلک ہے کہ حضور سید عالم مصلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالاتِ محبت کے ساتھ شمع ہو کر پیدا ہوئے، لیکن ان کا ظہور اپنے اوقات میں حسب حکمت و مصلحت خداوندی ہوا۔

(۴) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے حضور سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نبوت کب ملی؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: والدم بین الروح والجسد آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے، یعنی ان کے جسم میں جان نہیں ڈالی گئی تھی۔

یہ روایت ترمذی شریف کی ہے، اور علامہ البیہقی ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، انہیں الفاظ میں حضرت میسرہ سے ایک حدیث مروی ہے، امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا، اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے علیہ میں یہ حدیث روایت کی اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی، (مواہب اللذیہ جلد دوم)۔

(۵) حدیث حضرت امام زین العابدین علی اہار وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد محترم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”میں پیدائش آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا“ (السان العیون جلد اول ص ۲۹)

## ازالہ شبہ

اس روایت میں خلق آدم علیہ السلام سے صرف چودہ ہزار برس پہلے حضور کے نور پاک کا ذکر ہے، حالانکہ بعض روایتوں میں اس سے بہت زیادہ سالوں کا ذکر بھی وارد ہے، یہ



یہ تعارض کیسے رفع ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں چودہ ہزار کا ذکر ہے۔ اس سے زیادہ کی نفی نہیں۔ لہذا کسی دوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔

۵۔ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا۔ آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ عرض کیا حضور! اس کے ہوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب عظمت میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا تھا۔ جسے نے اپنی عمر میں ستر ہزار مرتبہ دیکھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا "اے جبرائیل! میرے رب کی عزت و بلال کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔ (انسان المیون جلد ۱۲، روح البیان ص ۵۴)

آیات و احادیث کی روشنی میں اور بعض علماء مفسرین کی تصریحات کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت مبارکہ کا نہایت مختصر بیان ناظرین کرام کے سامنے آگیا۔ اور اس اثنا میں بعض فوائد بھی مذکور ہو چکے۔ اس کے بعد ولادت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔

## ولادت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیان سابق میں یہ بات آپ کی ہے کہ حضور علیہ السلام کا نور پاک آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا گیا۔ جو ان کی پشتانی سے چمکتا تھا۔ وہی نور مبین اصلاط طابہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوا۔ جیسا کہ ابو نعیم کی روایت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے تمام آباء و اجداد سفاح سے پاک ہیں۔ یعنی میرے والدین ماجدین سے لے کر آدم و حوا علیہما السلام تک کوئی مرد یا عورت ایسا نہیں ہوا۔ جس نے معاذ اللہ کسی قسم کی فحاشی اور جیانی کا کام کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہمیشہ اصلاط طیبہ سے ارحام مطہرہ کی طرف منتقل فرمایا۔

انوار محمدیہ مطبوعہ مصر ۱۳۵۱، مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۰

مشکوٰۃ شریف میں حضرت واثق بن اسحاق سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا۔ اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے محمد کو۔ بعض دیگر روایات میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنا صفی اور برگزیدہ بنا کر ان کی اولاد میں سے حضرت نوح علیہ السلام کو چن لیا۔ اور نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا الخ دلائل النبوة میں ابو نعیم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت لائے ہیں۔



ام المؤمنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل ہوئی ہیں۔ اور حضور علیہ السلام حضرت جبرائیل علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں نے تمام مشرق و مغرب کو دیکھا میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں فیضیت والا کوئی نہ پایا۔ نہ تانا نہ بنی ہاشم کی طرح کوئی نانا نہ ان افضل دیکھا۔ (السان المعین جلد ۲۹)

حافظ ابوسعید خدری اپنی روایت میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد سے اور ان کے والد ماجد سے سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب حضرت عبدالطلب میں منتقل ہوا۔ اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حکیم کعبہ میں سوئے۔ آنکھ کھل تو دیکھا کہ آنکھوں میں سرور لگا ہوا ہے۔ سر میں تیل پڑا ہوا ہے۔ اور حسن و جمال کا لباس زیب تن ہے۔ وہ نہایت حیران ہوئے کہ نہیں معلوم یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ ان کے والد ان کا ہاتھ پکڑ کر کہنوں کے پاس لے گئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس واقعہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پہلے قیل سے نکاح کیا۔ پھر ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا۔ اور حضور کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے ساتھ حاملہ ہو گئیں۔ یعنی حضور کے والد ماجد جناب عبداللہ اپنی والدہ کے شکم میں جلوہ گر ہو گئے۔ جناب عبدالطلب کے جسم سے نشک کی خوشبو براتی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چمکتا رہا۔ جب مکہ میں قحط ہوتا تو لوگ عبدالطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شیبہ کی طرف جاتے تھے۔ اور ان کے ذریعہ سے قحط مٹا دیا۔ حضرت ابراہیم کے لیے دعا میں کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقہ قرار دے اور ان کے شریعت سے رحمت کی بارش برسی۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول)

ابوسعید اور خضر بنی اساکر نے بطریق عطا ستینا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب حضرت عبدالطلب اپنے فرزند عیسیٰ جناب عبداللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لے کر چلے تو راستہ میں ایک کابٹل جو یہودیہ ہو گئی تھی۔ اور وہ کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی۔ اس کو نماز و خیریت کہتے تھے اس نے حضرت عبداللہ کے چہرے میں نور نبوت چمکتا ہوا دیکھا۔ تو حضرت عبداللہ کو اپنی طرف

نے لگی مگر حضرت عبداللہ نے انکار فرمایا۔ (مواہب اللدنیہ جلد ۱)

حضور ستینا صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اہل بیت ان آدم و حوا علیہما السلام کے زمانہ و نفاشی سے پاک ہونے پر اجماع اہل سنت ہے۔ البتہ ہر فرد کے مومن ہونے پر اختلاف ہے۔ روایات نے حضور علیہ السلام کے جمیع آباء کے ہر فرد کو مومن انا قطعی اور ضروریات ایمان سے قرار دیا۔ اور اہل سنت نے اس کو قطعی اور مجتہد فیہ انا۔ اسی وجہ سے اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہو گئے۔ لیکن متاخرین جہود اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے والدین ماجدین سے لے کر آدم و حوا علیہما السلام تک کل آباء و اہل بیت مومن و صالحین۔ اور کسی کا کفر و شرک قطعاً ثابت نہیں۔ ان محققین متاخرین کے نزدیک آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ چچا ہیں۔ محاورات عرب میں چچا پر آپ کا اطلاق اکثر ہوتا ہے۔ اور بنی روایات میں ان ابی و ابا لثقی لنا و آبا ہے۔ وہاں بھی خطاب سے بویہب وغیرہ مشرکین مراد ہیں۔ والدہ محترمہ کے لیے حضور علیہ السلام کو استغفار کا اذن نہ ہونا بھی معاذ اللہ ان کے کفر کی دلیل نہیں۔ بلکہ گناہوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیوں کہ غیر نبی اور غیر رسول کے لیے استغفار کا لفظ اس کے حق میں گناہ کا وجہ پیدا کرتا ہے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین آیام فرقہ میں تھے۔ اس لیے ان کی نجات کے لیے اعتقاد توحید کافی تھا۔ کسی شریعت و احکام الہی کا اس وقت موجود نہ تھا جس کی وجہ سے کوئی گناہ قرار پاتا۔ اور اس سے ان کا چچا ضروری ہوتا۔ البتہ ان کے حق میں استغفار کا اذن نہ ہوا۔ کہ کسی کا زمین ان کے گناہ کا وجہ پیدا نہ کرے۔

میز حضور علیہ السلام کے والدین ماجدین کا زندہ ہونے کے بعد ایمان لانا بھی اس لئے نہ تھا۔ کہ وہ کفر پر معاذ اللہ سرے تھے۔ بلکہ حضرت اس لئے ان کو زندہ کیا گیا کہ حضور علیہ السلام پر ایمان لانے کی فضیلت بھی انہیں حاصل ہو جائے۔

حضور علیہ السلام کے والدین کی زمین کی اہمیت تقدیر کی عبارت "ما تامل الکفر" علی حدیث اللغات ہے۔ "ای ما تامل الکفر" یعنی موت حضور کی نبوت اور اسلام کے ظہور سے پہلے اس عہد میں ہوئی۔ جو کفر و باہلیت کا عہد اور زمانہ تھا۔ یہ نہیں کہ معاذ اللہ کہ وہ بحالت کفر مرے۔ چون۔



عالمی قادی نے حضور علیہ السلام کے والدین مطلقین کے کفر پر بہت زور دیا ہے۔ لیکن آخر پر جمع کر لیا اور توبہ کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ جیسا کہ حاشیہ نمبر اس صفحہ ۵۲ پر ہے۔  
 ونقل توبہ عن ذلک فی القول المستحسن ۱۱

## فائدہ

حضور کے والدین کا کفر ثابت کرنے میں عالم قادی نے جس شدت اور غلو سے کام لیا اہل علم پر مخفی نہیں۔ اس کے باوجود بھی انہیں توبہ کی توفیق نصیب ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس مسئلہ کے ہر باقی تمام مسائل میں خوش عقیدہ تھے۔ ظاہر ہے کہ خوش عقیدہ گشت ہونے والی چیز نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق ان کے شامل حال ہوئی۔ اور وہ اس قول شیعہ سے تائب ہو گئے تھے۔ کارجمانی جمع یہ ہے کہ عالم قادی کے علاوہ بھی جن خوش عقیدہ لوگوں سے ایسی لغزش ہو گئی ہے۔ ان کے حق میں بھی جہاد ہی حتمی رکھنا چاہئے۔ کہ مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی توفیق توبہ عطا فرمادی ہوگی۔ وما ذلک علی اللہ بعزيز

تفسیر کبیر وغیرہ میں بعض علماء کا وہ کلام جو انہوں نے حضور علیہ السلام کے والدین کا ایمان ثابت کرنے والوں کے دلائل پر کیا ہے۔ حقیقت وہ ان ردائن کار ہے جو اس مسئلہ کو قطعی قرار دے کر اسے ضروریات دین میں شمار کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے عنوان کو "قالت الشیعہ" اور اس کے بعد قال صحابنا سے واضح ہے۔ یہ نہیں کہ ان یہ کلام اہلسنت کے رویں ہے۔ اور معاذ اللہ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین کو کافر کہہ کر اللہ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا پہنچا ہوا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

مواہب اللدنیہ میں امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ جب اصحاب فیل کا ہوا ابراہیم معاذ اللہ خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکتہ مظفرہ پر چڑھائی کر کے آیا تو حضرت عبدالمطلب قریش کے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر جبل شیبہ پر چڑھ گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جناب عبدالمطلب کی پیشانی میں شکل ہلال نمودار ہو کر اس قدر قوت سے چمکا کہ اس کی شعاعیں

خانہ کعبہ پر پڑیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنی پیشانی کے نور کو خانہ کعبہ پر چمکتا ہوا دیکھ کر قریش سے لڑا کہ واپس چلو میری پیشانی کا نور جو اس طرح چمکا ہے۔ یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ہم لوگ غالب ہیں گے۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول ۱۵)

حضرت عبدالمطلب کے اونٹ ابراہیم کے لشکر والے پکڑ کر لے گئے تھے۔ انہیں چھڑانے کیلئے جناب عبدالمطلب ابراہیم کے پاس گئے۔ آپ کی صورت دیکھتے ہی غفلت و بیہوشی نور مقدس کی وجہ سے ابراہیم اڑا تو تغیر فراتحت سے نیچے اترا، پھر جناب عبدالمطلب کو اپنے برابر بٹھالیا۔

(مواہب اللدنیہ جلد اول ۱۵) تاریخ حبیب (۱۵)

ابراہیم نے لشکر کو شکست دینے کے لیے اپنی قوم کا ایک آدمی بھیجا۔ جب وہ مکہ منظر میں داخل ہوا۔ اور اس نے جناب عبدالمطلب کے چہرہ کو دیکھا تو فوراً جھک گیا۔ اور اس کی زبان لرزنے لگی۔ اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا جس طرح ہیل زور ہونے وقت خراثے مارنے لگتا ہے۔ جب ہوش میں آیا تو جناب عبدالمطلب کے سامنے سجدہ کرتا ہوا گر پڑا اور کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً سید قریشی ہیں۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول ۱۵)

ابراہیم کا ایک بہت بڑا سفید رنگ کا ہتھی تھا، باقی سب ہتھی سدا حملے ہونے کی وجہ سے اسے سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور اس بڑے ہتھی نے ربا وجود سدا حملے ہونے کے بھی ابراہیم کو کبھی سجدہ نہ کیا۔ جب حضرت عبدالمطلب ابراہیم باؤشاہ کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے سائیں کو مکم دیا کہ اس بڑے سفید رنگ والے ہتھی کو حاضر کرے۔ جب ہتھی حاضر ہوا اور اس نے عبدالمطلب کے چہرہ پر نظر کی تو ان کے سامنے آؤب سے اس طرح بیٹھ گیا۔ جیسے اونٹ بیٹھتا ہے۔ پھر سجدہ کرتا ہوا گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی دی، ہتھی نے کہا۔ السلام علی النور الذی فی ظہرک یا عبدالمطلب۔ سلام جو اس نور پر جو تمہاری پیشانی میں ہے۔ اے عبدالمطلب۔

مواہب اللدنیہ جلد اول ۱۵

الناس الصیر جلد اول ۱۵



## عبد المطلب کی نذر اور خواب ! اور

### حضرت عبداللہ بن عبد المطلب کی قربانی

ابتداء میں حضرت عبد المطلب کے صرف ایک صاحبزادے عارض تھے۔ آپ نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے پورے دس بیٹے عنایت فرمائے اور وہ سب میرے معاون ہوں تو ان میں سے ایک بیٹے کی قربانی کروں گا۔ اس کے بعد حضرت عبد المطلب زمزم کھودنے میں مصروف ہو گئے اور یہ کام ان کے لیے بڑی عزت و فخر کا موجب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دس بیٹے پورے کر دیئے جن کے نام حسب ذیل ہیں :-

عارضہ - زبیر - جمل - نزار - حوتم - ابو لبیب - عباس - حمزہ - ابو طالب - عبد اللہ  
ان بیٹوں سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں تو ایک رات عبد المطلب کعبہ مطہرہ کے پاس قیام لیل میں مشغول تھے خواب میں دیکھا کہ ایک کنبہ والا کہہ رہا ہے کہ اے عبد المطلب اس بیت کو کعبہ شریف کے رب کی بوندہ آتی تھی وہ پوری کیجئے۔ عبد المطلب مرعوب ہو کر گھبرائے ہوئے اٹھے اور حکم دیا کہ فردا ایک سینہ صاف کر کے فقرا اور مسکین کو کھلا دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر سوئے تو خواب میں دیکھا کنبہ والا کہہ رہا ہے۔ "اس سے بڑی چیز قربان کیجئے" بیدار ہو کر اونٹ قربان کیا اور مسکین کو کھلا دیا۔ پھر سوئے تو خدا آئی۔ "اس سے بڑی چیز قربان کیجئے" فرمایا اس سے بڑی چیز کیا ہے؟ خدا نے دے دئے کہا۔ "اپنے ایک بیٹے کی قربانی کیجئے" جس کا آپ نے نذر مانی ہے۔ آپ یہ سن کر غمگین ہوئے اور اپنے سب بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں وفادار مذکر طرٹ مہر دل کرایا۔ سب نے کہا۔ "ہم سب آپ کی اطاعت کریں گے۔ آپ ہم میں سے جس کو چاہیں ذبح کر دیں" آپ نے فرمایا قرعہ اندازی

کر لو۔ قرعہ اندازی میں حضرت عبد اللہ کا نام نکلا۔ جو جناب عبد المطلب کے محبوب ترین بیٹے تھے۔ قرعہ نکلتے کے بعد عبد المطلب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کا ماتھ پکڑا پھری لی اور ذبح کرنے کے لیے حمل دیئے۔ جب پھری پھیرنے کا ارادہ کیا۔ تو سادات قریش سب جمع ہو کر آگئے۔ اور عبد المطلب سے کہنے لگے۔ "آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟" انہوں نے کہا میں اپنی نظر پوری کرنا چاہتا ہوں۔ سرداران قریش بولے کہ ہم آپ کو ایسا نہ کرنے دیں گے۔ آپ اپنے رب کی بارگاہ میں غنہ پیش کر کے سبکدوش ہو جائیں۔ اگر آپ ایسا کر بیٹے تو ہمیشہ کے لیے یتیم بن کر رہیں گے۔ سرداران قریش نے مشورہ کر کے جناب عبد المطلب سے کہا۔ چلتے فلاں کا ہند کے پاس چلیں جس کا نام تعبہ ہے۔ (بعض نے اس کا نام سبلج بتایا ہے) شاید وہ آپ کو ایسی بات بتائے جس میں آپ کے لیے کشادگی اور گنجائش ہو۔ یہ سب لوگ کاہنہ کے پاس پہنچے اور تمام واقعہ اسے بتایا۔ اس نے کہا تم میں خوں بہا کتا ہوتا ہے؟ کہا گیا ہن اوٹ۔ اس نے کہا آپ سب لوگ واپس چلے جائیں۔ اور دس اونٹ اور عبد اللہ کے دو بیٹے قرعہ اندازی کریں۔ اگر قرعہ عبد اللہ کے نام نکل آئے۔ تو دس اونٹ بڑھا کر پھر قرعہ ڈالیں اور جب تک عبد اللہ کا نام نکلتا رہے دس اونٹ بڑھاتے جائیں۔ یہاں تک کہ اونٹوں کے نام کا قرعہ ڈالیں جب ایسا ہو تو ان اونٹوں کو عبد اللہ کی بجائے ذبح کر دیا جائے۔ وہ قربانی کر لیا عبد اللہ کی جگہ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ہر قرعہ پر عبد اللہ کا نام نکلتا رہا۔ اور دس دس اونٹ بڑھاتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ جب سو اونٹوں تک پہنچے تو جناب عبد اللہ کی بجائے اونٹوں کا نام قرعہ میں نکلا۔ اور سو اونٹوں کو قربان کر دیا گیا۔ یہ قربانی اونٹوں کی نہیں بلکہ جناب عبد اللہ حضور علیہ السلام کے والد ماجد کی قربانی قرار پائی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں دو فیوض کا بیٹا ہوں" یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن عبد المطلب۔ انتہی

(مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۸۰)

بعض روایات میں آیا ہے کہ جناب عبد المطلب نے بیٹا ذبح کرنے کی نذر اس قیمت مانی تھی جب آپکو زمزم کا کنواں کھودنے کا خواب میں حکم دیا گیا تھا۔ اور اس سلسلہ میں آپ



کو کچھ پریشانی لاحق ہوئی تو آپ نے نذرمانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کام کو مجھ پر آسان کر دیا تو میں ایک دنیا اللہ کے نام پر قربان کر دوں گا۔ (مواسب اللذیہ جلد اول ص ۱۷)

## نسب شریف

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ترمذی سے بروایت حضرت عباس مرقی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں محمد ہوں، عبد اللہ کا بیٹا، اور عبد المطلب کا پوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے اچھے گروہ میں بنایا۔ یعنی انسان بنایا۔ انسان میں دو فرقے پیدا کیے، عرب اور عجم اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا۔ پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے میں پیدا کیا۔ یعنی قریش میں۔ پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا۔ یعنی بنی ہاشم میں۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں۔ اور سفاح یعنی بدکاری سے نہیں پیدا ہوا ہوں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی مجھ کو نہیں پہنچا۔ یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے اعتیاسی ہو کر قتی تمی میرے آباؤ اجداد سب اس سے منزہ رہے۔ پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں ہے۔ روایت کیا اس طریقہ ابو نعیم اور ابن عساکر نے اوسط میں۔ (مواسب اللذیہ)

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا مرفوعاً یعنی خود حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے اسلاف میں سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ہے۔ کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب میں بھی دخل نہ ہو۔ مثلاً حمل ہی نہ ٹھہرا ہو۔ وہ بھی بلا نکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب اہل ذکور و انات ہمیشہ بڑے کام سے پاک رہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اصحاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصطفیٰ مہذب کر کے منتقل کرتا رہا۔ جب کبھی دو شے ہونے۔ جیسے

عرب و عجم، پھر قریش و غیر قریش و ملی ذہا۔ میں بہترین شے میں رہا۔ (مواسب اللذیہ)

ولای ابو نعیم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبرائیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشرق و مغرب میں پھرا، سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اس طرح طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آثار صحت کے اس متن یعنی حدیث کے صفحات پر نمایاں ہیں۔ (مواسب اللذیہ) یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر میں گویا ترجمہ کیا گیا ہے۔

آفاقا گرویدہ ام مہربان در نذہ ام  
بیار غواں ویدہ ام لیکن تو چیز سے دیگر می

مشکوٰۃ میں مسلم سے روایت واکبر بن الاسبق سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا۔ اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم میں مجھ کو۔ اور ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اباسم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا۔

## نسب نامہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن غالب بن مہربن مالک بن نصر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

## فائدہ

ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ جناب عدنان تک لکھا ہے۔ کیوں کہ اس کے بعد نسب بیان کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ہوا ہے "کذکث السابرون" اور محمل



علماء نے بھی یہیں تک آپ کا نسب شریف لکھا ہے۔

## زمانہ طفولیت

ابن شہین نے خالص میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتوں کی حبش دینے سے ہلاتا تھا۔ (مواہب اللدنیہ)

بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیہ کہتی تھیں کہ انہوں نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہے تو آپ نے دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اول جو کلام فرمایا وہ یہ تھا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کَبِیْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَکْرَةً وَّ اَصِیْلًا جب ذرا سمجھ دار ہوئے تو باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو کھیلتا دیکھتے مگر ان سے علیحدہ رہتے۔ (یعنی کھیل میں شریک نہ ہوتے) مواہب اللدنیہ

ابن سعد، البیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علیہ آپ کو کہیں دور نہ جانے دیا کرتے۔ ایک بار ان کو کچھ خبر نہ ہوئی آپ اپنے رضاعی بہن شہاء کے ساتھ صحن دوپہر کے وقت مویشی کی طرف چلے گئے۔ حضرت علیہ آپ کی تلاش میں نکلیں یہاں تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا۔ کہنے لگیں کہ اس گرمی میں (ان کو لائی ہو) بہن نے کہا۔ اماں میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی میں نے ایک بال کا ٹکڑا دیکھا۔ جوان پر سایہ کسے ہوئے تھا۔ جب ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا۔ اور جب چلتے گئے وہ بھی چلنے لگتا۔ یہاں تک کہ اس موقع تک اسی طرح پہنچے۔ (مواہب اللدنیہ)

حضرت علیہ سعید سے روایت ہے کہ میں (طائف سے) ابنی سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلے۔ اس قبیلہ کا یہی کام تھا۔ اور اس سال سخت قحط تھا۔ میری گردن ایک بچہ تھا۔ مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اس کو کافی ہوتا۔ رات بھر اس کے رونے کی وجہ سے نیند نہ آئی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا۔ میں ایک دروازہ گوش پر سوار تھی۔ جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا۔ ہماری بھی اس سے تنگ آگئے تھے۔ ہم کہہ آئے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عورت دیکھتی اندیشہ نہ تھی کہ آپ یتیم ہیں۔ کوئی قبول نہ کرتی۔ دیکھو کہ زیادہ انعام و اکرام کی توقع نہ ہوتی۔ اور ادھر ان کو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا، میں نے اپنے شوہر سے کہا۔ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی جاؤں۔ میں تو اس یتیم کو لاتی ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ برکت عطا کرے غرض میں آپ کو جا کر لے آئی۔ جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود میں لے کر دودھ پلانے لگی تو دودھ اتنا اُترا کہ آپ اور آپ کے رضائی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور پیٹ بھر کر سو گئے۔ اور میرے شوہر نے حواشی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرتا تھا۔ غرض اس نے دودھ نکالا۔ اور ہم سب نے اونٹنی کا دودھ خوب سیر ہو کر پیا۔ اور رات بڑے آرام سے گزری اور اس سے پہلے سونا میسر نہ ہوتا تھا۔ شوہر کہنے لگا۔ اے علیہ تو بڑے برکت والے کو بچے لائی میں نے کہا ہاں مجھے بھی یہی امید ہے۔ پھر ہم مکہ سے روانہ ہوئے۔ اور میں آپ کو لے کر اس دروازہ گوش پر سوار ہوئی۔ پھر تو اس کا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اس کو بچہ نہ سکتی تھی۔ میری ہمراہی عورتیں تعجب سے کہنے لگیں کہ علیہ ذرا آہستہ چلو، یہ وہی تو ہے جس پر تم آئی تھیں۔ میں نے کہا۔ ہاں وہی ہے۔ وہ کہنے لگیں بے شک اس میں کوئی بات ہے۔ پھر ہم اپنے گھر پہنچے اور وہاں سخت قحط تھا۔ لیکن میری بکریاں دودھ بھرتی تھیں۔ اور دوسروں کو اپنے جانوروں میں ایک قطرہ دودھ کا نہ بٹا۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ اسے تم بھی وہیں چراؤ۔ جہاں علیہ کے جانور چرتے ہیں۔ ان لوگوں کے کہنے پر چرواہوں نے اپنے جانور میرے جانوروں کی چراہ گاہ میں چرنے کے لیے چھوڑے مگر پھر بھی ان کے جانور خالی آتے اور میرے جانور بھر آتے۔ دیکھو کہ چراہ گاہ میں کیا رکھا تھا۔ وہاں تو بات ہی اور تھی، غرض ہم برا بھلا برکت کا مشاہدہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑایا۔ آپ کا نشوونما اونٹنوں سے بہت زیادہ تھا۔ یہاں تک کہ دو سال کی عمر میں اچھے بڑے معلوم ہونے لگے۔ پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لائے۔ مگر آپ کی برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اپنے رب میں۔ اس لیے آپ کی والدہ سے اصرار کر کے دوبارہ مکہ میں جانے کے بہانے سے پھر اپنے گھر لے آئے۔ سو چند مہینے کے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ مویشی میں پھر رہے تھے کہ یہ



جہاں دوڑتا ہوا آیا۔ مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے قرشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا۔ میں اسی حال میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ سو ہم دونوں گھبرائے ہوئے گئے، دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں، لیکن رنگ متغیر ہے۔ میں نے پوچھا بیٹا کیا تھا۔ فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے کچھ دھونڈ کر نکالا، معلوم نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کو اپنے ڈور سے پرالئے۔ تب شوہر نے کہا حلیمہ اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہے۔ قبل اس کے کہ اس کا زبان اُتر ہو، ان کے گھر بھینچا، میں آپ کی والدہ کے پاس لے کر گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تو تو اس کو رکھنا پانچا حتیٰ پھر کیوں لے آئی؟ میں نے کہا۔ اب خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے ہیں۔ اور میں اپنی عمدت پوری کر چکی، خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اس لیے لائی ہوں۔ انہوں نے فرمایا۔ یہ بات نہیں سچ بتلا، میں نے سب قصہ سچ سچ بیان کیا۔ کہنے لگیں تب کو ان پر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہے؟ میں نے کہا "ہاں" کہنے لگیں، ہرگز نہیں۔ واللہ شیطان کا ان پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے۔ پھر انہوں نے بعض محل کجالات اور ولادت کے بیان کیے۔ اور بعد میں فرمایا۔ اچھا ان کو چھوڑ دو۔ اور غیریت کے ساتھ چھوڑ دو۔ (سیرت ابن ہشام)

حلیمہ کے اس لڑکے کا نام عبداللہ ہے۔ اوریہ امینہ اور جذامہ کے بھائی اور یہ جزامہ شیمار کے نام سے مشہور ہیں۔ اوریہ سب اولاد ہیں حارث بن عبدالمطلب کے جو شوہر ہیں حلیمہ کے (فی زاد المعاد) بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان کی تصریح کی ہے۔ (شماۃ اور زاد المعاد) محمد بن اسماعیل نے ثور بن یزید سے (اس بارے کے شق صمد کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ان سفید پوش شخصوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو ان کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو میں بیماری نکلا پھر اسی طرح تلو کے ساتھ، پھر ہزار کے ساتھ کیا۔ پھر کہا کہ بس کرو۔ واللہ اگر ان کو ان کی تمام امت سے وزن کر دے گا۔ تب بھی یہی وزن نکلیں گے۔ (سیرت ابن ہشام)

اس جملہ میں آپ کو بشارت سنائی کہ آپ نبی ہونے والے ہیں۔ آپ کا شق صمد اور

قلب الہبر کا دھنسا چار بار ہوا۔ ایک تو یہی جو ذکر کیا گیا۔ اور دوسری بار دس سال کی عمر میں صحرا میں ہوا تھا۔ تیسری بار وقت بشت کے ماورضان غار تھامیں، چوتھی بار شب معراج میں اور پانچویں بار ثابت نہیں۔ (شماۃ، تبخیر سیر)

## ایام طفولیت مبارکہ میں شق صدر

کے بعد سینہ اقدس کو نائکے لگائے گئے

صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۹ حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ اپنی شان کے لائق کھیل رہے تھے

جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے حضور علیہ السلام کو زمین پر لٹا کر سینہ اقدس چاک کیا۔ قلب مبارک کو باہر نکال کر اس سے محمد خون نکالا اور زمزم کے پانی سے دھو کر سینہ اقدس بند کر دیا۔ دھوپنے رحمن کے ساتھ آپ کھیل رہے تھے حضور علیہ السلام کی رضائی ماں (علیہ سعیدہ رضی اللہ عنہا) کے پاس آئے اور کہنے لگے "إِنَّ مُحَمَّدًا أَقْدَمُ قَتْلٍ" (محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے، لوگ دوسرے ہوئے آئے تو حضور علیہ السلام کا رنگ مبارک بدلا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس میں سونے سے (بے جانے) کاشان دیکھتا تھا۔ اس شق سے معلوم ہوا کہ شق صمد مبارک کے متعلق روحانی، منائی، کشفی، معنوی وغیرہ کی تمام تاویلات قطعاً باطل ہیں۔ بلکہ یہ "شق صمد" اور چاک کیا جانا، حسی حقیقی اور امر واقعی ہے۔ کیوں کہ سینہ اقدس میں سونے سے بے جانے کاشان چمکتا ہوا نظر آتا تھا۔ پھر حدیث پاک میں سات الفاظ موجود ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک چاک کیا گیا۔ تو حضور علیہ السلام کے ساتھ کھینچنے والے لڑکے دوسرے ہوئے حضور کی رضائی ماں (علیہ سعیدہ) کے پاس آئے اور کہا کہ محمد قتل کر دیئے گئے۔ حضور علیہ السلام کے سینہ پاک کے چاک ہونے اور قلب الہبر کے نکالے جانے اور اس سے محمد خون کے باہر نکالنے کا واضح ذکر اور حضور علیہ السلام کے متغیر اللون ہونے کا بیان اس حقیقت کو بے نقاب کر رہا ہے کہ یہ واقعہ بالکل حقیقی ہے۔ اس کو منہی کہنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔



اس تفصیل کو ذہن نشین کر لینے کے بعد بیان سابق میں ہمارا یہ قول بے غبار ہو جائے گا۔ کہ شوق صدر مبارک پچھن میں ہوتا یا جوانی میں، قبل البتہ ہوا بوقت معراج جو حضور علیہ السلام کے بعد وقت حیات تحقیقی کے ساتھ زندہ رہنے کی قوی دلیل ہے۔ کیوں کہ انسان کا دل اس کی روح حیات کا مستقر ہوتا ہے۔ اس کا سینہ سے باہر آنا روح حیات کا بدلے سے نکل جانا ہے۔ گویا اس واقعہ میں ہمارا رہے کہ جس طرح قلب مبارک کے سینہ اقدس سے باہر ہونے کے باوجود حضور علیہ السلام زندہ ہیں۔ اسی طرح وہ روح مبارک کے قبض ہونے کے بعد زندہ رہیں گے۔ یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم ترین معجزات میں سے ہے۔

## فائدہ جلیلہ

فصلیت شوق صدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا ہوئی جیسا کہ تابوت بنی اسرائیل کے قعر میں طہرائی کی طویل روایت میں یہ الفاظ ہیں: **لَمْ يَكُنْ فِيهِ الْقَشَّةُ** **الَّتِي يُعْطَلُ فِيهَا قُلُوبُ الْإِنْسَانِ** (فتح المصنوع جلد اول ص ۱۷)

یعنی تابوت سکینہ میں وہ طشت بھی تھا۔ جس میں انبیاء علیہم السلام کے دلوں کو دھویا جاتا ہے۔ چونکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت میں حیات تحقیقی جسمانی عطا کی گئی۔ لہذا شوق صدر اور قلب مبارک کا دھویا جانا بھی ان کو عطا کیا گیا تھا۔ تاکہ ان کی حیات بعد الوفا پر بھی اسی طرح دلیل قائم ہو جائے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد المات پر دلیل قائم کی گئی۔

اور اس طرح بلا تخصیص و تعلیل مطلقاً حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہو جائے۔

## قلب مبارک کا دھویا جانا

قلب امیر کا زمزم سے دھویا جانا کسی آلائش کی وجہ سے نہ تھا۔ کیوں کہ حضور سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم سید الطہرین والظاہرین ہیں۔ ایسے طیب و طاهر کے ولادت باسعادت کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل نہیں دیا گیا۔ لہذا قلب اقدس کا زمزم سے دھویا جانا محض اس حکمت پر مبنی تھا۔ کہ زمزم کے پانی کو وہ شرف بخشا جائے۔ جو دنیا کے کسی پانی کو حاصل نہیں۔ بلکہ قلب امیر کے ساتھ ماہ زمزم کو مس فرما کر وہ فضیلت عطا فرمائی گئی جو کوثر و تسنیم کے پانی کو بھی حاصل نہیں۔

## شوق صدر کی حکمتیں

شب معراج حضور علیہ السلام کے سینہ اقدس کے شوق کئے جانے میں پیشمار حکمتیں مضمحل ہیں۔ جن میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قلب امیر میں ایسی قوت قدسیہ بالفعل ہو جائے۔ جس سے آسمانوں پر شرف لے جانے اور علم سموات کا مشاہدہ کرنے بالخصوص ویدار الہی سے شرف ہونے پر کوئی وقت اور دشواری پیش نہ آئے۔

## حیات النبی کی دلیل

علاوہ انہیں شوق صدر مبارک میں ایک حکمت مبینہ یہ بھی ہے۔ کہ صحابہ کرام کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد الموت پر دلیل قائم ہوگی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عادتاً بغیر روح کے جسم میں حیات نہیں ہوتی۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ قبض روح کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ چونکہ روح حیات کا مستقر قلب انسانی ہے۔ لہذا جب کسی انسان کا دل اس کے سینہ سے باہر نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہتا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک کا سینہ اقدس سے باہر نکالا گیا۔ پھر اسے شکاف دیا گیا۔ اور وہ منجھنوں جو جسمانی اعتبار سے دل کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ صاف کر دیا گیا۔ اس کے باوجود بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بدستور زندہ رہے۔ جو اس امر کی روشن دلیل ہے کہ قبض روح مبارک کے بعد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ



والسلام پتھر زندہ ہیں جس کا دل بدن سے باہر ہو اور وہ پھر بھی زندہ رہے۔ اگر اس کی روح قبض ہو کر باہر ہو جائے تو وہ کب مردہ ہو سکتا ہے۔

## قلب مبارک میں آنکھیں اور کان

جبرائیل علیہ السلام نے شق صدر مبارک کے بعد قلب اہل کو جب زمزم کے پانی سے دھویا تو فرماتے تھے تَلَبَّسَ سِدِّيٌّ بِنُورٍ هَيَّئَكَ تَبْقُرَانِ وَادْنَانِ شَعْبَانِ  
توجہ قلب مبارک ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے اس میں در آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔ (فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۳۸)

قلب مبارک کی یہ آنکھیں اور کان عالم محسوسات سے وراء اور احوالات کو دیکھنے اور سننے کے لیے ہیں۔ جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّي اَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَاسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

## وائی اور اک

جب اللہ تعالیٰ نے بطور خرق عبادت حضور علیہ السلام کے قلب اہل میں آنکھیں اور کان پیدا فرما دیئے ہیں۔ تو اب یہ کہنا کہ وائے عالم محسوسات کو حضور علیہ السلام کا دیکھنا اور سنا جیسا کہ وائی نہیں قطعاً باطل ہو گیا۔ جب غلامی آنکھیں اور کانوں کا اور اک وائے ہے۔ تو قلب مبارک کے کانوں اور آنکھوں کا اور اک کیوں کو عارضی اور اجیانہ ہو سکتا ہے۔ البتہ حکمت الہیہ کی بنا پر کبھی امر خاص کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وحیان نہ رہتا، عدم توجہ اور عدم التفات کا حال جاری ہو جانا امر آخر ہے۔ جس کا کوئی منکر نہیں۔ اور وہ علم کے منافی نہیں ہے۔ لہذا اس حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل واضح ہو گئی کہ حضور علیہ السلام والصلوٰۃ کی باطنی سماعت اور بصارت عارضی نہیں۔ بلکہ وائی ہے۔

## شق صدر مبارک اور حضور علیہ السلام کا نوری لہونا

علامہ شہاب الدین غفاجی فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ شق صدر مبارک حضور علیہ السلام کے نور سے مخلوق ہونے کے منافی ہے۔ لیکن یہ وہم غلط اور باطل ہے۔ ان کی عبارت یہ ہے: وَكُونُهُمْ مَخْلُوقَاتٍ مِنَ النُّورِ لَا يُنَادِيهِ كَمَا تَوَهَّمُوا۔  
(نسیم الریاض، شرح شفا قاضی عیاض جلد ۲ ص ۲۳۵)

## نورانیت اور احوال بشریہ کا ظہور

اقول! وبالله التوفیق! جو بشریت عیوب و نقائص بشریت سے پاک ہو اس کا ہونا نورانیت کے منافی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو نور سے مخلوق فرما کر مقدس اور پاکیزہ بشریت کے لباس میں مبعوث فرمایا۔ شق صدر ہونا بشریت مطہرہ کی دلیل ہے اور باوجود سینہ افکد چاک ہونے کے خون نہ نکلنا نورانیت کی دلیل ہے۔ فَلَمْ يَكُنْ الشَّقُّ بَالِغًا وَلَمْ يَلِ الدَّمُ  
(روح البیان جلد ۵ ص ۱۳۵)

حضور علیہ السلام کی خلقت نور سے ہے۔ اور بشریت ایک لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کر دے اور جب چاہے نور کو احوال بشریہ پر غلبہ دے دے۔ بشریت نہ جوتی تو شق کیسے ہوتا۔ اور نورانیت نہ جوتی تو آلہ بھی درکار ہوتا، اور غل غل بھی ضرور ہوتا۔

جب کبھی خون بہا (جیسے غزوہ امدیہ) تو وہاں احوال بشریہ کا غلبہ تھا۔ اور جب خون نہ بہا (جیسے لیلۃ المعراج شق صدیق مدین) تو وہاں نورانیت غالب تھی۔  
شب معراج شق صدر مبارک، مسلم شریف کی روایت میں ہے



کہ فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اقدس اوپر سے نیچے تک پاک کیا۔ اور قلب مبارک باہر نکالا۔ پھر اسے شکاف دیا گیا اور اس سے خون کا قطرہ نکال کر باہر پھینکا اور کہا کہ آپ کے اندر شیطان کا حصہ اگر ہوتا تو یہ ہوتا۔

## خون کا قطرہ یا شیطان کا حصہ

علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں شیطان جو کچھ ذاتی ہے، یہ قطرہ اس کو قبول کرتا ہے۔ جس طرح قوتِ سامعہ آواز کو اور قوتِ بصرہ مبصرات کی صورت کو اور قوتِ شامعہ شہور اور بصرہ کو اور قوتِ ذائقہ ترشی اور تخی وغیرہ کو۔ اور قوتِ لامعہ گرمی اور سردی وغیرہ کیفیات کو قبول کرتی ہے۔ اسی طرح دل کے اندر یہ قطرہ خون کا قطرہ شیطان و وسوسوں کو قبول کرتا ہے۔ یہ قطرہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے دور کر دیا گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں ایسی کوئی چیز باقی نہ رہی، جو اللہ تعالیٰ شیطان کو قبول کرنے والی ہو۔ علامہ تقی الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے مراد یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں شیطان کا کوئی حصہ کبھی نہیں تھا۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب یہ بات سنی۔ تو اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں اس خون کے قطرے کو کیوں پیدا فرمایا۔ کیوں کہ یہ نہیں تھا۔ کہ پہلے ہی ذات مقدسہ میں اسے پیدا نہ فرمایا جاتا۔ تو جواب دیا جائے گا کہ اس کے پیدا فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ وہ اجزائے انسانیت میں سے ہے۔ لہذا اس کا پیدا کیا جانا خلقتِ انسانی کی تکمیل کے لیے ضروری ہے۔ اور اس کا نکال دینا۔ یہ ایک امر آخری ہے جو تخلیق کے بعد طاری ہوا۔ (انتہی)

علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس کی نظیر بدنِ انسانی میں اشیاءِ زائدہ کی تخلیق ہے۔ جیسے قلعہ کا ہونا، اور ناخنوں اور مونچھوں کی دراڑی اور اس طرح بعض دیگر زائدہ چیزیں، (جن کا پیدا ہونا بدنِ انسانی کی تکمیل کا موجب ہے۔ اور ان کا ازالہ طہارت و نظافت کے لیے

ضروری ہے۔) مختصر یہ کہ ان اشیاءِ زائدہ کی تخلیق اجزائے بدنِ انسانی کا مکمل ہے۔ اور ان کا زائل کرنا کمالِ تطہیر و تنظیف کا مقصد ہے۔ (شرح شفاء الملائع قاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)

اقول وباللہ التوفیق :-

چوں کہ ذاتِ مقدسہ میں حظِ شیطانی باقی ہی نہ تھا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مسلمان ہو گیا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذلکین اٰسلم فلکما یثمر فی الاکابر خیر میرا ہر مسلمان ہو گیا۔ لہذا وہ اسے خیر کے وہ مجھے کچھ نہیں کہتا۔

علامہ شہاب الدین خاں نسیم الریاض میں فرماتے ہیں کہ قلب بمنزلہ میوہ کے ہے جس کا دانہ اپنے اندر کے خم اور گٹھل پر قائم رہتا ہے۔ اور اسی سے پھل اور رنگینی حاصل کرتا ہے۔ اس طرح وہ منجھ خونِ قلبِ انسانی کے لیے ایسا ہے، جیسے چھوٹا رس کے لیے گٹھل۔ اگر ابتدا نہ ہو تو وہ پختہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن پختہ ہوجانے کے بعد اس گٹھل کو باقی نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ نکال کر پھینک دیا جاتا ہے چھوٹا رس گٹھل یا دانہ انگور سے بیج نکال کر پھینکتے وقت کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہر چیز پھینکنے کے قابل تھی وہ پہلے ہی کیوں پیدا کی گئی۔ اگر اسی طرح یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ قلب اطہر میں خون کا وہ قطرہ اسی طرح تھا، جیسے انگور کے دانہ میں بیج یا کھجور کے انیس میں گٹھل ہوتی ہے۔ اور قلب اطہر سے اس کو بالکل ایسے ہی نکال کر پھینک دیا گیا، جیسے کھجور اور انگور سے بیج اور گٹھل کو نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔ تو یہ سوال ہی پیدا نہ ہوتا کہ اس قطرے کو قلب اطہر میں ابتداء کیوں پیدا کیا گیا۔

نسیم الریاض شرح شفاء المانی ص ۱۲۱

راہِ امر کہ فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیوں کہا کہ هَذَا خَطْلُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

قرآن کا جواب یہ ہے۔ اس حدیث کے یہی معنی نہیں کہ (معاذ اللہ) آپ کی ذات مقدسہ میں واقعی شیطان کا کوئی حصہ ہے۔ نہیں اور یقیناً نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ذاتِ پاک ہر شیطانِ اثر سے پاک اور عیب و طاہر ہے۔ بلکہ حدیث شریفہ کے معنی یہ ہیں کہ اگر آپ کی ذاتِ پاک میں شیطان تخلیق کی کوئی جگہ ہو سکتی تو وہ بھی خون کا قطرہ تھا۔ جب اس کو آپ کے قلب مبارک سے نکال کر باہر



چھینک دیا گیا۔ تو اس کے بعد آپ کی ذات مقدسہ میں کوئی ایسی چیز باقی نہ رہی، جس سے شیطان کا کوئی تعلق کسی طرح ہو سکے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ان تمام عیوب سے پاک ہے جو اس کو توحید کے ساتھ شیطان کے متعلق ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ خاصہ کہ الفاظ حدیث کا واضح اور روشن مفہوم یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ میں شیطان کا کوئی حصہ ہوتا، تو یہی خون کا لوتھڑا ہو سکتا تھا۔ مگر جب یہ بھی نہ ہوا۔ تو اب ممکن ہی نہیں کہ ذات مقدسہ سے شیطان کا کوئی تعلق ممکن ہو۔

شق صدر مبارک کے بعد ایک نورانی شستہ جرایمان و حکمت سے لبریز تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس میں بھریا گیا۔ ایمان و حکمت اگرچہ جسم و صورت کے متعلق نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر تیار ہے کہ غیر جسمانی چیزوں کو جسمانی صورت عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایمان و حکمت کو جسمانی صورت میں متشکل فرمایا اور یہ تمثیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں انتہائی عظمت و رفعت شان کا موجب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم داہنی چھاتی کا دودھ پیا کرتے تھے اور بائیں چھاتی اپنے رضائی بھائی یعنی عیسیٰ کے بچے کے لیے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسا فعل آپ کی طبیعت میں تھا۔ اور لڑکپن میں کبھی آپ نے بول و برا نہ کھڑے میں نہیں کیا۔ بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے۔ کہ اسی وقت رکھنے والے جانے ضرور میں اٹھا کر پیٹھ کرا لیتے اور کبھی آپ کا ستر بڑھتا نہ ہوتا۔ اور ہر کثرت اتفاقاً اٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔ (تاریخ حبیب اللہ)

ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا۔ کہ میں ایک بادلوں کے ساتھ چتر اٹھا اٹھا کر لا رہا تھا۔ اور سب اپنی لنگی اتار کر گروں پر پتھر کے نیچے رکھنے ہوئے تھے۔ میں نے بھی ایسا کرنا پایا اور کہیں کہ اتنے بچپن میں ان کی تکلف بھی نہیں ہوتا۔ طبعاً اور عرفاً بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلاف حیا نہیں سمجھتا تھا، دفعتاً وہ بچے زور سے ایک دھکا لگا۔ اور یہ آواز آئی، کہ اپنی لنگی باندھو۔ پس میں نے فوراً باندھ لیا۔ اور گروں پر پتھر لانے شروع کر دیے۔ (سیرۃ ابن ہشام)

ابن عساکر نے عیسیٰ بن مریم سے روایت کیا ہے۔ کہ میں مکہ معظمہ میں پہنچا اور وہ لوگ سخت

قطع میں تھے۔ قریش نے کہا اے ابوطالب پہلوانی کی دغا ہو گا۔ ابوطالب پہلے اودان کے ساتھ ایک لڑکا تھا اس قدر حسین بچے بدلی میں سے سوچ نکلا جو۔ یہ لڑکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جو اس وقت ابوطالب کی پرورش میں تھے، ابوطالب نے اس صاحبزادہ کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی اور صاحبزادے نے انگلی سے اشارہ کیا۔ اور آسمان پر کہیں بدلی کا نشان نہ تھا۔ چاروں طرف سے بال آنا شروع ہوا۔ یہ واقعہ آپ کی سفر سنی میں ہوا۔

ایک مرتبہ آپ ابوطالب کے ہمراہ بادہ برس کی عمر میں بنی تجارت شام کو گئے۔ راہ میں بھیرا راجب نصاب کے پاس اتفاقاً قیام ہوا۔ راجب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور اللہ تبارک کی دعوت کی۔ اور ابوطالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سرور سب عالموں کے ہیں۔ اور اہل کتاب و کفر و یہود و نصاریٰ ان کے دشمن ہیں۔ ان کو ملک شام میں نہ لے جاؤ۔ مبارک ان کے ہاتھ سے ان کو گزنیچنے سے ابوطالب نے مال تجارت وہیں فروخت کیا۔ اور بہت نفع پایا۔ اور وہیں سے مکہ کو پھر آئے۔ (تاریخ حبیب اللہ)

آپ جب ابوطالب کی کفالت و تربیت میں تھے۔ جب ان کے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے۔ سب شکم سیر ہو جاتے اور جب نہ کھاتے۔ تو سب بھوکے رہ جاتے۔ (شہادت)

گویا آپ کی برکت نمود ابوطالب کی کفالت کر رہی تھی۔ اور ابوطالب کے بیٹے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آپ نے اس اسباب کے جواب میں اپنی آخری تربیت میں لے لیا تھا۔

### ان کے اسمائے مبارکہ آپ جن کی تربیت میں رہے

آپ ابھی رازِ عمل میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی وفات ہو گئی۔

(سیرۃ ابن ہشام)

صرف دو بیٹے عمل پر گزرے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ در شام۔ مگر توفیقاً



قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے۔ وہاں سے واپسی پر مدینہ میں اپنے ماموں کے پاس بیماری کی حالت میں ٹھہر گئے اور وہیں پر وفات پائی۔ (تاریخ حبیب اللہ)

اور جب آپ چھ سال کے ہوئے، تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ آپ کو لے کر مدینہ شریف اپنے آقائے رب سے ملنے گئی تھیں۔ مگر کوہِ پلِ آتے ہوئے درمیانِ مکہ و مدینہ کے موضعِ ابواء میں انہوں نے وفات پائی۔ (سیرۃ ابن ہشام)

اس وقت ام ایمن بھی ساتھ تھیں۔ (مواہب اللدیہ)

پھر آپ اپنے دادا عبد المطلب کی پرورش میں رہے۔ جب آپ آٹھ سال کے ہوئے عبد المطلب کی بھی وفات ہو گئی۔ (سیرۃ ابن ہشام) انہوں نے ابوالطالب کو آپ کی نسبت دیت کی تھی چنانچہ پھر آپ ان کی کفالت میں رہے۔ (سیرۃ ابن ہشام) یہاں تک کہ انہوں نے نبوت کا زمانہ بھی پایا اور سات روز تک آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ (تاریخ حبیب اللہ)

پھر چند روز تک ثویبر نے دودھ پلایا۔ جو ابولسب کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔ اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ اور حضرت حمزہ کو دودھ پلایا۔ اور اس وقت ان کا بیٹا "مسروح" بھی دودھ پیتا تھا پھر علی بن ابی طالب نے دودھ پلایا۔ ان ہی "علیہ سعید" نے آپ کے ساتھ آپ کے چچا زاد بھائی ابوسخیان بن الحارث بن عبد المطلب کو بھی دودھ پلایا، یہ عام فح میں مسلمان ہوئے۔ اور بہت کچھ مسلمان ہوئے۔ اور اس زمانہ میں حضرت حمزہ بھی بنی سعد میں کسی عورت کا دودھ پیتے تھے۔ سو اس عورت نے بھی آپ کو ایک دن دودھ پلایا۔ جب آپ علیہ کے پاس تھے تو حضرت حمزہ دودھ پونوں کی وجہ سے آپ کے رعنائی جاتی ہیں۔ ایک ثویبر کے دودھ سے دوسرے اسی سعید کے دودھ سے۔ (تراو المعاد)

اور بنی کی آغوش میں آپ رہے وہ یہ ہیں۔

آپ کی والدہ اور ثویبر، علیہ اور شہادہ آپ کی رضاعی بہن اور ام ایمن حبشیہ بنی کا نام برکت ہے۔ یہ آپ کو آپ کے والد سے میراث میں ملی تھیں اور آپ نے ان کا نکاح حضرت زہرہ سے کیا تھا۔ جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ (تراو المعاد)

## شباب سے نبوت تک کے بعض حالات

جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوئے۔ اور بقول ابن اسحاق میں سال کے ہوئے تو قریش احمد بنی قیس میلان کے درمیان ایک لڑائی ہوئی جس میں آپ بھی شریک ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں اپنے چچاؤں کو دشمنوں کے تیروں سے بچاتا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام) اس واقعہ سے آپ کا شہرہ ہوتا ثابت ہوا ہے۔

جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو حضرت عبدیہ بنبتہ غویلد نے جو کہ قریش میں ایک الدار بن تھیں۔ اور تاجروں کو اپنا مال اکثر مضاربہ پر دیتی رہا کرتی تھیں۔ آپ کے صدق و امانت و حسن معاملہ اور اخلاق کی خبر سن کر آپ سے دعا ست کہ اگر میرا مال مضاربہ پر شام کی طرف لے جائے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ہمارے رہے گا۔ آپ نے قبول فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ شام میں پہنچے۔ اور اسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اترے وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا۔ اس راہب نے آپ کو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم میں سے ایک شخص ہیں۔ راہب نے کہا، اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی نہیں اترتا۔ آپ شام سے خوب فخر لے کر واپس ہوئے۔ اور میسرہ نے دیکھا کہ جب وہ واپس ہوئے تھے تو وہ فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے۔ جب آپ کو پہنچے تو حضرت عبدیہ کو ان کا مال سپرد کیا۔ تو دیکھا کہ وہ گناہ اس کے قریب نفع ہوا۔ (یہ تو آپ کے صدق و امانت کی تین دلیل تھیں) اور میسرہ نے ان سے اس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عبدیہ نے درخت بن نزل سے جو ان کے چچا زاد بھائی اور یسائی مذہب کے بڑے عالم تھے۔ ذکر کیا۔ وہ رونے لگا۔ اسے عبدیہ اگر یہ بات سچ ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کے نبی ہیں۔ اور مجھ کو کتب سماویہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس امت میں ایک نبی ہو ہیلا ہے۔ اور اس کا یہی زمانہ ہے۔ حضرت عبدیہ بڑی عاقل تھیں۔ یہ سب سن کر آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کی قربت اور اثرات القوم



اور میں خوشنور اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے اہم سے ذکر کیا اور ان کے زیرِ اہتمام نکاح ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

اس راجب کا نام نسطور تھا۔ (تاریخ حبیب اللہ)

جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ جب حجر اسود کے موقع تک تعمیر پہنچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر میں رکھوں گا، قریب تھا کہ ان میں جھگڑا ہو، آخر اہل الرائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازے سے ہر سب سے پہلے آئے۔ اس کے فیصلے پر سب عمل کرو۔ لہذا سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ سب دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ محمد بن الایمن ہیں۔ اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور آپ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ۔ چنانچہ لایا گیا۔ آپ نے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اس کپڑے میں رکھا، اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پوٹھام لے اور خانہ کعبہ تک لے چلے۔ جب وہاں پہنچے پھر پتھر پتھر آپ نے خود اس کو اٹھا کر اس کے موقع پر رکھ دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

اس فیصلے سے سب راضی ہو گئے۔ اٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا۔ اور چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجھ کو اس موقع پر رکھنے کیلئے اپنا وکیل بنائیں کہ فعل وکیل کا بمنزلہ منوکل ہوتا ہے۔ تو اس طرح رکھنے میں بھی سب شریک ہوئے۔ (تاریخ حبیب الراغبیہ الفاضل)

## ہشت گھنٹی صلی اللہ علیہ وسلم

نزول وحی میں کفار اور کی مخالفت میں جب آپ چالیس برس کے ہوئے۔ آپ کو خلوت محبوب ہو گئی۔ آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی روز رہتے۔ اور نبوت سے چھ ماہ قبل ہی پتے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے۔ کہ ایک دفعہ پانچ ربیع الاول کی آخویں تاریخ در شنبہ کے دن جبرائیل علیہ السلام اور سورۃ اقرار کی ابتدائی آیتیں آپ پر لائے اور آپ مشرفِ بانہوت ہو گئے۔ اس کے ایک عرصہ بعد سورۃ بدر کی اول کی آیتیں نازل ہوئیں۔ جو آپ نے حسبِ حکم فَاذْهَبْ دَعْوَتِ اسلام شروع کی۔ مگر پوشیدہ۔ پھر یہ آیت آئی، فَاصْدَحْ بِمَا تَوَمَّرَ آپ نے علانیہ اعلان دعوت شروع کی۔ پس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کی لیکن ابوطالب آپ کی حمایت کرتے تھے۔ ایک بار کفار نے جمع ہو کر ابوطالب سے کہا کہ یا تو تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ کر دو، ورنہ تم سے لڑیں گے۔ انہوں نے حوالے کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپ کے قتل کا عزم ارادہ کیا۔ ابوطالب آپ کو لے کر مکہ تمام بنی ہاشم و مطلب کے ایک شعب یعنی گامی میں واسطے حفاظت چلے گئے۔ اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سے برادری قطع کر دی اور سودا گروں کو منع کر دیا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بیچیں اور ایک کاغذ اس مقام کے کلمہ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب میں نہایت تکلیف میں رہے۔ آخر کار آپ کو ہسکے ذریعہ اس بات سے اطلاع



ہوئی کہ کثیرے نے اس عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھالیا بجز اللہ کے نام کے جو اس میں لکھا تھا۔ ایک حرف نہیں چھوڑا۔ آپ نے یہ حال ابوطالب سے کہا۔ انہوں نے شب سے نکل کر یہ بات قریش سے بیان کی۔ اور کہا اس کاغذ کو دیکھو۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر صحیح ہو تو آنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد پر سے باز آؤ قریش نے کعبہ پر سے آٹا کر اس کاغذ کو دیکھا۔ فی الواقع ایسا ہی تھا۔ تب قریش اس ظلم سے باز آئے۔ اور عہد نامہ کو چاک کر ڈالا۔ ابوطالب نے اور بنی ہاشم و مطلب کو لے کر شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ میں مشغول ہوئے۔ (تاریخ حبیب الا)

اور یہ عہد نامہ بنی مضر بن مکر بن شہام لکھا گیا تھا۔ اور عہدہ محرم سنہ سات نبوت کو لکھا گیا تھا۔ اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ اور نبوت سے سال و ہم میں شعب سے باہر آئے تھے۔ اور اسی سال حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔ اور ان کے تین دن بعد حضرت خدیجہ بیکہ کی وفات ہو گئی۔ (شہادت)

حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپ کے دو نکاح قرار پائے۔ ایک حضرت عائشہ سے کہ اس رقت چھ سال کی تھیں۔ مکہ میں ان کا نکاح ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور ہمیشہ ازدواج میں رہیں۔ (تاریخ حبیب الا)

اس سال و ہم میں آپ عائشہ بنتی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے۔ اور یہ جانا دعوت اسلام کے لیے نیز اس لیے تھا کہ ان سے کچھ مدد لیں۔ (دیکھو کہ وفات کے بعد ابوطالب کے کوئی باوجود جاہت آدمی آپ کا حامی نہ تھا۔ لیکن وہاں کے سرداروں نے آپ کی کچھ مدد کی۔ بلکہ بٹلے لوگوں کو بھیجا کہ آپ کو بہت تکلیف پہنچائی۔ آپ وہاں سے طویل ہو کر مکہ واپس ہوئے۔ اور جب آپ بنی نضد میں کہ ایک دن کی راہ پر مکہ سے تھے۔ پہنچے رات کو وہاں رہ گئے۔ آپ قرآن مجید نمازیں پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن غیورے کے کہ یہ ایک قریہ ہے مومل میں وہاں پہنچے۔ اور کلام اللہ سن کر ٹھہر گئے۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو ظاہر ہوئے۔

انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔ وہ سب بلا توقف مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اپنی قوم کو جاکر اسلام کی دعوت دی سورہ احقاف آیت "وَاذْكُرْ قُرْآنُكَ اَنْتَ الْاَوَّلِيْنَ" میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ پھر آپ مکہ تشریف لائے اور بدستور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ اور آپ عکا ف و مجنہ و ذی الجہانین کے اسواق عرب تھے جاتے اور دعوت کرتے۔ مگر کوئی قبیلہ متوجہ نہ ہوتا۔ یہاں تک کہ سنہ گیارہ نبوت میں آپ موسم حج میں اسلام کی طرف دعوت فرماتے تھے کہ کچھ لوگ انصار کے آپ کو ملے۔ آپ نے ان کو دعوت اسلام دی انہوں نے یہود مدینہ سے سنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہوں گے۔ اور انصار سے مغلوب رہتے تھے اور کہتے تھے۔

کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہوں گے ہم ان کے ساتھ ہو کر تم کو قتل کریں گے انصار نے آپ کی دعوت سن کر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر یہود کرتے ہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے ان سے آئیں اور چھ آدمی ان میں سے مشرف باسلام ہوئے۔ اور اقرار کیا کہ سالو آئندہ میں ہم پھر آئیں گے۔ مدینہ میں جا کر انہوں نے آپ کا ذکر کیا۔ اور ہر گھر میں آپ کا ذکر پہنچا۔ اگلے سال کہ نبوت سے بارہواں سال تھا۔ بارہ آدمیوں نے آپ سے ملاقات کی۔ پانچ پہلے ائمہ سات اور آدھواں نے احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی۔ اس کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے۔ آپ نے حسب درجہ ان کی مصعب بن عمیر کو قرآن مجید کی تعلیم اور شرائع اسلام کے لیے مدینہ تشریف بھیج دیا۔ مصعب نے تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی۔ اور اکثر آدمی انصار میں سے مسلمان ہو گئے۔ تھوڑے ان میں سے باقی رہے۔ پھر اگلے سال کہ نبوت کا تیرہواں سال تھا۔ ستر آدمی شرفائے انصار میں سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ اور عہد پر بیان آپ کے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینہ کو تشریف لے جائیں گے۔ ہم خدمت گاری میں کوتاہی نہ کریں گے۔ اور جو کوئی دشمن آپ کے مدینہ پر چڑھ آئے گا۔ ہم اس سے لڑیں گے۔ اور جان شاری میں قصور نہ کریں گے۔ اس کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے۔ عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں۔ ایک گھاٹی پر یہ دونوں بیعتیں ہوئی تھیں۔

(تاریخ حبیب الا و سیرۃ ابن ہشام)



## شب میلاد مبارک لیلة القدر سے افضل ہے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ثابت بالسنہ میں ارقام فرماتے ہیں جس کا اردو غلام حسب ذیل ہے۔

”شب میلاد مبارک لیلة القدر سے شب افضل ہے۔ اس لیے کہ میلاد کی رات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر حضور کو عطا کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات مقدسہ سے شرف ملا وہ ضرور اس رات سے افضل قرار پائے گی جو حضور کو دیے جانے کی وجہ سے شرف والی چیز ہے۔ لیلة القدر نزولِ ملائکہ کی وجہ سے شرف ہوئی اور لیلة المیلاد بنفس نفیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور مبارک سے شرف یا ب ہوئی۔ اور اس لیے بھی کہ لیلة القدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فضل و احسان ہے۔ اور لیلة المیلاد میں تمام موجودات عالم پر اللہ تعالیٰ نے فضل و احسان فرمایا کیوں کہ حضور رحمۃ للعالمین ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نعمتیں تمام مخلوق اہل السموات والارضیں پر عام کر گئیں۔ انتہی (ما ثبت بالسنہ ۱۷۵)

امام قسطلانی نے بھی مواہب اللذیہ جلد اول ص ۲۶ پر لیلة القدر پر شب میلاد کے افضل ہونے پر یہی دلائل قائم فرمائے۔ اور اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ اس کے بعد یہ عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور قدسی اور ولادت مقدسہ مومنین کے حق میں کمال فرحت و سرور کا موجب ہے جس کا اظہار محافل میلاد، انواع و اقسام کے تبرات، خیرات و صدقات کی صورت میں اہل محبت، مومنین، مخلصین ہمیشہ کرتے رہے جو لوگ اسے بدعت و ناجائز کہتے ہیں۔ ان پر اتنا مہم جنت کے لیے قرآن و حدیث و عبارات علماء و محدثین کی تصریحات تفصیل سے پیش کی جاتی ہیں۔

(واللہ ولی التوفیق)

## حضور علیہ السلام کا ظہور اور پیدائش موجبِ شرف و سعادت ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قَدْ جَاءَكَ مَوْعِدُكَ مِنْ رَبِّكَ وَشِقَاقُ الْفُلْكِ وَرَوْحُكَ وَرَحْمَةُ الْكَافِرِينَ ۚ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ۝ پ ۷۰

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے، افرام کیجئے! اور اسی کے فضل اور اسی کی رحمت سے تو اسی پر چاہیے کہ وہ خوشی کریں نہ بہتر ہے اس سے کہ وہ جمع کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ نصیحت شفاء ہدایت و رحمت سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور شریف آمد کی برحقوت ہے۔ اور اللہ کی سب سے بڑی رحمت و نعمت حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ ہے اس آیت کریمہ میں اہل سب چیزوں پر خوش ہونے کا حکم دیا گیا۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ وہ نعمتیں ہیں جو لوگوں کی ہر نعمت و دولت سے بہتر ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے ظہور پر مومنین بھی خوشی منانی جائے کہ ہے۔ اسے ناجائز قرار دینا انہیں لوگوں کا کام ہے۔ جو ظہور ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش نہیں۔

## نعمت الہی کو بیان کرنا چاہیے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو۔



حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعمۃ اللہ ہیں۔ (بخاری جلد ۲ ص ۵۶۶) لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مقدس اور بیان مبارک از روئے قرآن کریم مطلوب و محبوب ہے۔

**حضور کی پیدائش کی خوشی منانے پر کافر کو بھی فائدہ ملتا ہے**

بخاری شریف میں ہے۔

قال عروۃ ثویبۃ مولاۃ لابی لہب کان ابو لہب اعتقہا فارضعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلکلمات ابو لہب اریۃ بعض اہلہ بشریۃ قال لہ ما ذا بیت قال ابو لہب لم التی بعد کم غیر فی سقیم فی ہذہ لمات فی ثویبۃ انہی (بخاری شریف جلد ۲ ص ۷۶۴)

حضرت عروہ فرماتے ہیں ثویبہ ابولہب کی باندی تھی جسے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں آنا کر دیا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھی پلایا، ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض اہل (حضرت عباس) نے اُسے بہت بُری حالت میں خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا مرنے کے بعد تیرا کیا حال رہا۔ ابولہب نے کہا۔ تم سے بُدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں پائی۔ سوائے اس کے کہ میں تمہارا سیراب کیا جاتا ہوں۔ اس لیے کہ میں نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔

سہیل نے ذکر کیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب جب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد

ذکر السہیل ان العباس قال لمات ابو لہب رایتہ ف منامی بعد حول فی شرحال فقال ما بقت بعد کم راحتہ الا ان العذاب یخفف عنی فی کل یوم

انہیں قال وذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنين وکانت ثویبۃ بشرت ابو لہب بمولدہ فاعتقہا۔

(فتح الباری جلد ۲ ص ۱۱۸)

مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا یہ اس وجہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر پر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اُسے آزاد کر دیا تھا۔

یہ حدیث عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری طبع جدید جلد ۲ ص ۹۵ پر علامہ بدر الدین صفی صنفی نے بھی راقم فرمائی۔ یہاں دو اعتراض پیدا ہوتے ہیں جن کا جواب نہایت ضروری ہے۔

### اعتراض اول

قرآن مجید میں ہے، لا یخفف عنهم العذاب کافروں سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ ابولہب کافر تھا۔ اس کے حق میں تخفیف عذاب کیوں کر مقصور ہو سکتی ہے؟

### جواب

اس اعتراض کے جواب میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔ جن میں بعض بالکل رکبیک اور قابل اعتبار ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جن پر وثوق کیا جاسکتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے فتح الباری اکثر اقوال نقل فرما کر قابل وثوق مسلک نقل کیا۔ ادا خیر میں اپنے قول سے بھی اسی کی تائید فرمائی۔ ان کا بیان حسب ذیل ہے۔

وقال القطبین ہذا التخفیف خاص ببہدا وبعن ورد النص فیہ وقال ابن منیر فی

امام قسطلی نے فرمایا یہ تخفیف عذاب ابولہب کے ساتھ خاص ہے۔ ادا خیر شخص کے ساتھ جس کے حق



الماشية هنا قضيتان احداهما محال  
وهو اعتبار طاعة الكافر مع كفره لان  
لشرة الطاعة ان تقع بقصد مصيوة وهذا  
مقصود من الكافر الثانية اثابة الكافر  
على بعض الاعمال تفضلا من الله تعالى  
وهذا لا يعجزه العقل فاذا انقرر ذلك  
لم يكن عنق ابى لهب لشوية قربته  
ويجوز ان يتفضل الله عليه بما شاء وكما  
تفضل على ابى طالب والمنعم في  
ذلك التوقيف نفيا واثباتا (نقلت)  
وتمتة لهذا ان يقع التفضل المذكور  
اكراما لمن وقع من الكافر البراءة و  
غوفلك والله اعلم.

(فتح الباری جلد ۹ ص ۱۱۹)

میں تخفیف عذاب کی نص وارد ہوئی۔ ابن ہشیر نے  
ماشیہ میں کہا یہاں دو قضیے ہیں، ایک تو محال ہے  
وہ یہ کہ ہے، کافر کے کفر کے ساتھ اس کی عاقبت کا  
اعتبار کیا جائے۔ استعمال کی وجہ یہ ہے کہ عاقبت کا  
مستقبل ہونا مقصود صحیح کی شرط سے مشروط ہے اللہ کی طرف  
میں نہیں پایا جاتا، دوسرا قضیہ یہ ہے کہ کافر کو اس  
کے کسی عمل پر بعض بطور تفضل کوئی نفع پہنچانا اور یہ  
بات عقلا محال نہیں اور جب یہ دونوں باتیں ثابت  
ہو گئیں، تو جاننا چاہیے کہ ابولہب کا ثوبہ کو آنا کفر کا  
عاقبت مستبرود تھی، اسی کے عمل پر اگر اللہ تعالیٰ اپنی  
مشیت کے مطابق کچھ احسان فرما دے تو یہ ممکن ہے  
بسیا کہ ابولہب پر احسان فرمایا، اور اس مسلم میں نفیاً  
اثباتاً توفیق ہی کی اتباع کی جاسکتی ہے، (یعنی  
تخفیف عذاب کی نفی و اثبات کا قول درود فی  
پر موقوف ہے جس کے حق میں جو کچھ نص میں وارد  
ہو، اس کی اتباع کی جائے گی۔

میں ابن جریر مقلانی لکھتا ہوں کہ ابن ہشیر کی اس تقریر کا تہم یہ ہے کہ ابولہب پر تفضل یا اسی طرح  
کسی دوسرے کے حق میں جو احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، وہ اس ذات کے اکرام کے لیے ہوتا ہے،  
جس کے لیے کافر نے کوئی نیک کام کیا ہو، (جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ابولہب نے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں ثوبہ کو آنا دیا تھا، لہذا ابولہب کے حق میں تخفیف عذاب  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و اجمال کے لیے ہے،

## اعتراض دوم

سوال:- غیر مسلم کا خواب حجت نہیں۔ جس پر یقین کر لیا جائے؟

جواب:- ان خوابوں کا حجت شرعیہ نہ ہونا مسلم ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں کہ ان سے کسی حقیقت  
واقعیہ پر کوئی روشنی پڑ سکے، اور کسی امر میں کم از کم استنباط کا فائدہ بھی ان سے متصور نہ ہو، غیر مسلم کے  
خواب کا انی الجملہ تپا ہونا اور اس سے بعض حقائق کا پتہ چلنا۔ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

دیکھئے یوسف علیہ السلام کے دو ساتھی جو کافر تھے، انہوں نے خواب دیکھے اور یوسف  
علیہ السلام نے ان کی تعبیر بیان فرمائی اور وہ بالکل صحیح اور سچی ثابت ہوئی، اور ان دونوں آدمیوں کا  
کافر ہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ خواب سننے کے بعد یوسف علیہ السلام نے انہیں ایمان دلانے کی طرف  
دعوت دی، لہذا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس خواب سے جو انہوں نے کفر کے زمانہ میں دیکھی تھی،  
بطور استنباط ہم آسانہ روکے سکتے ہیں، کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی سنانا ابولہب  
جیسے کافر کے حق میں مفید ہو سکتا ہے، تو موسیٰ مخلص کے حق میں ولادت با سعادت پر اظہار مسرت بطریق  
اولیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی امید کا سبب قرار پا سکتا ہے، چنانچہ امام قسطلانی شارح بخاری مرقا  
المدنیہ جلد ۲ ص ۱۰۰ پر یہی مضمون امام ابن جوزی سے نقل فرماتے ہیں:-

قال ابن الجوزی فاذا كان هذا ابو  
لهب الكافر الذي نزل القرآن به  
جوزی فی النار بفرحة ليلة مولده  
النبي صلى الله عليه وسلم فما  
حال المسلم الموحد من امتة عليه السلام  
الذي يسر مولده ويبذل ما قصص  
اليه قد رت في محبة صلى الله عليه وسلم  
ابن جوزی نے کہا کاشب میلہ کی خوشی کی وجہ سے  
جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے  
عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، حالاً کہ ابولہب  
ایسا کافر ہے جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا،  
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی مومن دوسرے کا کیا  
حال ہوگا، جو حضور کے میلہ کی خوشی میں حضور کی  
محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے



لعمری انما یکون جزاء من الله الکرم  
ان یدخله بفضل العیم جنات النعم  
انہی۔  
موافق خرچ کرتا ہے قسم ہے میری عمر کی اس کی  
جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل عیم  
جنات نعیم میں داخل کرے۔ انتہی

### عید میلاد منانا اور ماہ ربیع الاول میں اظہار فرحت و سرور اور صدقات خیر کرنا

بعض لوگ میلاد شریف کی محفل منعقد کرنے اور ربیع الاول میں خیرات و صدقات و  
اظہار فرحت و سرور کو بدعت سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ امام قسطلانی شارح بخاریؒ  
مواہب اللدیہ میں ارقام فرماتے ہیں:-

ضروریہ السلام کی پیدائش کے جینے میں اہل اسلام  
ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آ رہے ہیں اور  
خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت  
طعام کرتے رہے ہیں۔ اقدان راتوں میں النوا و  
اقام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر  
کرتے چلے آئے ہیں۔ اور نیک کاموں میں ہمیشہ  
زیادتی کرتے رہے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے مولد کریم کی قرأت کا اہتمام خاص کرتے رہے  
ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل  
ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اور اس کے خواص سے یہ

ولا زال اهل الاسلام یختلفون بشہر  
مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویصلون  
الولائم ویصدقون فی لیلایہ بانواع  
الصدقات ویظہرون السرور ویذیلون  
فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولد الکرم  
ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عیم  
وہم اجرب من خواصہ انہ امان فی  
ذات العام وبشری عاجلہ بنیل البغیۃ  
والمرام لرحم اللہ امرأۃ اتخذ لیلی  
شہر مولدہ المبارکۃ اعیاد الیکون شد

حلت علی من فی قلبہ مرض وعنا دولقد  
الغلب ابن الحاج فی المدخل فی الافکار  
عل ما احداثہ الناس من البدع و  
الاهواء والغفاد بالالوات المحرمۃ عند  
عمل المولد شریعت فان اللہ تعالیٰ  
یشیء علی قصدہ الجمیل ویسئلک  
بنا سبیل السنۃ فانہ حبیبنا ونعم  
الوکیل۔  
امر موجب ہے کہ القاد محفل میلاد اس سال میں  
موجب امن وامان ہوتا ہے۔ اللہ ہر مقصود پر  
مراد پانے کے لیے جلدی آئے والی خوشخبری بخوبی  
ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمت فرما  
جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا  
تاکہ یہ عید میلاد سخت ترین عنت و مصیبت ہو جائے  
اس شخص پر جس کے دل میں مرض و غنا ہے۔ اور  
قلام ابن الحاج نے مدخل میں طویل کلام کیا ہے ان  
چیزوں پر انکار کرنے میں جو لوگوں نے بدعتیں اور  
نفسانی خواہشیں پیدا کر دی ہیں۔ اور آلات محرمہ  
کے ساتھ محفل مولود شریف میں غنا کو شامل کر دیا  
ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے قصور جمیل پر توبہ  
دے اور یہی سنت کی راہ پر چلے۔ سب شک  
وہ ہیں کافی ہے۔ اللہ بہت ہی اچھا وکیل ہے۔  
حکمر قسطلانی کی عبارت سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے:-

مواہب اللدیہ جلد اول ص ۲۸  
مطبوعہ مصر

- ۱۔ ماہ میلاد ربیع الاول شریف میں القاد محفل میلاد اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔
- ۲۔ کھانے پکاتے کا اہتمام، النوا و اقام کے خیرات و صدقات ماہ میلاد کی راتوں میں اہل اسلام  
ہمیشہ سے کرتے رہے ہیں۔
- ۳۔ ماہ ربیع الاول میں خوشی و مسرت کا سرور کا اظہار شعار مسلمین ہے۔
- ۴۔ ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا پسندیدہ طریقہ چلا آیا ہے۔
- ۵۔ ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف پڑھنا اور قرأت میلاد پاک اہتمام خاص کرنا مسلمانوں



کا محبوب طرز عمل رہا ہے۔

۴۔ میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آیا ہے۔  
۵۔ محفل میلاد کے خواص سے یہ تجربہ خاصہ ہے کہ جس سال میں محافل میلاد منعقد کی جائیں۔ وہ تمام سال امن و امان سے گزرتا ہے۔

۶۔ اتفاقاً محافل میلاد مقصود و مطلب پانے کے لیے بشری عابد و جلدانیوالی خوشخبری ہے۔

۷۔ میلاد پاک کی راتوں کو عید منانیوالے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اہل ہیں۔

۸۔ ربیع الاقل شریف میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا، اور ماہ میلاد کی ہر رات کو عید منانا، یعنی عید میلاد منانا ان لوگوں کے لیے سنت نصیبت ہے جن کے دلوں میں اتفاق کامرمن اور عداوت رسول کی بیماری ہے۔

۹۔ علامہ ابن الحما نے مدخل میں جو انکار کیا ہے۔ وہ اتفاقاً محفل میلاد پر نہیں، بلکہ ان بدعات اور نفسانی خواہشات پر ہے۔ جو لوگوں نے محافل میلاد میں شامل کر دی تھیں۔ آلات عزم کے ساتھ گانا، بیانا میلاد شریف کی محفلوں میں شامل کر دیا گیا تھا۔ ایسے منکرات پر صاحب مدخل نے انکار فرمایا۔ اور ایسے ناجائز امور پر ہر سنی مسلمان انکار کرتا ہے۔ صاحب مدخل کی عبارات سے دھوکہ دینے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ امام قسطلانی نے ان کا یہ حکم بھی توڑ چھوڑ کر رکھ دیا ہے۔  
حضرت علامہ شیخ محمد اسماعیل حق جعفری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں:-

وقال الامام السيوطي قدس سره يفتي  
لنا اظهرا لشكر مولده عليه السلام  
انتهى (روح البیان جلد ۹ ص ۵۶)  
امام جمال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت  
پر شکرنا ہر کرنا ہمارے لیے مستحب ہے۔

## ایک شبہ کا جواب

علامہ فاکہانی ماکلی نے عمل مولد کو بدعتہ مذمومہ کہتا ہے۔ اس کا کیا جواب ہوگا؟

جواباً گذارش ہے کہ فاکہانی ماکلی کا عمل مولد مقدس کو معاذ اللہ بدعتہ مذمومہ کہنا خود مذموم ہے۔ عمل مولد کی اصل میں وہ تمام احادیث ہیں جن میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر اپنی پیدائش کا حال بیان فرمایا۔ اور اپنی نعمت شریفہ پر شکر کے لیے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ علامہ اہل حق نے عمل مولد کی اصل کو ثابت مانا ہے۔ ایسی صورت میں اس کو بدعتہ مذمومہ کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ دیکھئے علامہ علی بن برہان الدین الحلی سیرۃ معلیہ میں فرماتے ہیں:-

وقد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلا  
من السننه وكذا الحافظ السيوطي ورز  
على الفاكهاني المالك في قوله  
ان عمل المولد بدعة مذمومة. انتهى  
بہ شک عمل مولد کے لیے ابن حجر نے سنت سے اصل نکال ہے۔ اور اسی طرح حافظ سیوطی نے بھی۔ ان دونوں نے فاکہانی ماکلی پر اس کے اس قول میں سخت رد فرمایا ہے کہ (معاذ اللہ) عمل مولد بدعتہ مذمومہ ہے۔

نیز مجمع بحار الانوار میں ہے:-

مظهر منبر الاضواء والرحمة شہور ربیع  
الاول وانه شہراً مرموا باظہار  
الفخر فيه كل عام.  
ربیع الاول کا مہینہ منبر انوار اور رحمت کا  
منبر ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ہر سال  
ہمیں اظہار مسرور کا حکم دیا گیا ہے۔

(مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص ۱۵۵)

اور ما ثبت بالسننہ میں ہے:-

ولا زال اهل الاسلام يحفلون بشهر  
مولده صلى الله عليه وسلم.  
(ما ثبت بالسننہ ص ۴)  
اور اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کے  
زمانے میں۔

اس مقام پر حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ پوری عبارت لکھتی



ہے۔ جو موصوفہ الدنیا سے الٹی نقل کر چکے ہیں۔

الدالین فی مبشرات النبی الامین میں باسیویں حدیث کے ذیل میں ہے۔

”شاہ عبدالرحیم والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ہر سال ایام مولد شریف میں کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا کرتا ہے۔ ایک سال قمری سال کی وجہ سے مجھے ہونے چنوں کے سوا کچھ نہیں ہوا۔ میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی چنے ہونے چنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان چنوں سے بہت مسرور اور خوش ہیں“

(الدالین ص ۵)

مولد النبی میں ابن جوزی محدث شافعی نے نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ تمام بلاد عرب و عجم میں ماحل میلاد مبارک کے انعقاد کا ذکر فرمایا ہے۔ بخوبی طوالت مرث حوالہ پر اکتفا کیا۔

انسان السیرۃ تفسیر روح البیان اور شفاء الادویہ فی صلہ ہفت مثلہ میں بھی میلاد شریف کی مبارک محفلوں کے انعقاد کا بیان مذکور ہے۔ انشاء اللہ العزیز قیام میلاد کے ذیل میں ان کی عبارات ہدیہ ناظرین ہوں گی۔

## قیام میلاد اور صلوة و سلام

بعض لوگ میلاد پاک میں قیام تقفیں اور صلوة و سلام کو بھی بدعت مذمومہ کہتے ہیں۔ مالا کم یہ طریقہ ان کے اکابر علماء اور مشائخ میں بھی جاری رہا۔ اور جلیل القدر ائمہ دین اور اعلام امت عمل مولد و قیام میلاد کے عاقل رہے۔

انسان السیرۃ (سیرۃ علیہ) میں ہے۔

ومن الغواشد انہ جرت عادة من الناس اذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله عليه وسلم ان يقوموا تغليظا لصلته عليه وسلم وهذا القيام بدعة لا اصل لها اے لیکن ہی بدعت حسنة لانه ليس كل بدعة مذمومة۔ اور فرامد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اکثر بدعت لوگوں کی یہ عادت جاری ہو گئی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک کا ذکر سنا فرما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور یہ قیام بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں یعنی بدعت مذمومہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذمومہ نہیں ہوتی۔

(سیرۃ علیہ ص ۱۷۱)

آگے چل کر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔

وقد وجد القيام عند ذكر اسمته صلى الله عليه وسلم من عالم الامة ومفتد من الائمة وبناء وورع الامام تقي الدين السبكي وثاب بعد على ذلك مشايخ الامة حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت قیام پایا گیا ہے۔ امت مسلمہ کے جلیل القدر عالم امام تقی الدین السبکی جو دین اور تقویٰ میں ائمہ کے معتقد ہیں انصاف پران







مضانہ نہیں رکھا۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لائے کے منکر ہیں۔ اس اتفاق کو معاذ اللہ کفر و شرک سمجھتے ہیں۔ وہ شہام ادا بیہ کی مقولہ بال عبارت کو غور سے پڑھیں۔

دعا یہ امر کہ قیام میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی کیا دلیل ہے۔ قیاس کا جواب یہ ہے کہ ارشاد خداوندی ہے "صلوا علیہ وسلموا مسلمین" مطلق ہے۔ ہر وہ حالت جو شرعاً صلوٰۃ و سلام کے لیے مکروہ اور نامناسب نہیں۔ آیت کریمہ کی رو سے اس میں صلوٰۃ و سلام جائز ہو گا ساتھ ہی یہ امر بھی ملحوظ ہے کہ قیام میلاد و ذوق و شوق کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ ادا یہ حال دو دو و سلام کے لیے موزوں اور مناسب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت "یا" حرف ندا کے ساتھ بصیغہ مخاطب صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ کیوں کہ حالت ذوق میں محبوب کو خطاب کرنا فطری امر ہے۔ اور "یا" حرف ندا سے خطاب گونا گونا گونہ انتہائی محروم انقسمی کی دلیل ہے۔

اور اوقتیہ میں ۱۲۳۵ھ تک "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کا دو دو جو ہے۔ اور اس میں ستر مرتبہ "یا" حرف ندا کے ساتھ صلوٰۃ و سلام دار ہے۔ اس میں اور اوقتیہ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اقتبافی سلاسل اولیاء میں فرما

میں :-  
"وہی سلام دہا دارا و قتیہ خاندن مشغول شود جب سلام پھیرے اور اوقتیہ پڑھنے میں مشغول  
کہا نہ تبرکات انفس ہزار و چار صد و بی کمال ہو کہ ایک شہر پار سول کمال کے تبرک  
جمع شد است ؟ کلام سے صحت ہو ہے ؟

(اقتبافی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۲۳۵ مطبوعہ آری برقی پریس دہلی)

## الْحَمْدُ لِلّٰہِ

جس سے بیان کردہ حوالہ ہمت و عبارات سے اتفاق حاصل ہلا و کا استیسا اور قیام میلاد و صلوٰۃ و سلام کا جائز اور موجب الزام و محبت و باعث ذوق و شوق ہونا بھی صحت

واضح ہو گیا۔ مفسرین کے شکوک و شبہات کے جواب بھی احسن طریقے سے دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سید عالم نور محمد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں اپنے مرغبات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سید احمد سعید فاضل غفرلہ

جناح روڈ ساہیوال

مکتبہ فریدیہ

معاذ اللہ سنت کی تعاضات بالخصوص منہضت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ  
حضرت علامہ مفتی احمد رضا صاحب بدایونی و حضرت علامہ تہذیبیہ احمد سعید شاہ  
صاحب کاظمی مدظلہم العالی کی تعلیم و جدید تالیفات اور اردو، عربی، فارسی، دکنی  
دیگر ہر قسم کی عمدہ اوستی کتابیں مہیا کی جاتی ہیں۔

ساہیوال میں اہلسنت و جماعت کا کوئی مرکزی کتب خانہ موجود نہ تھا۔ اس لیے

مکتبہ فریدیہ قائم کیا گیا ہے۔ جو نہایت اعلیٰ معیار

کا کتب خانہ ہے۔ اور اہلسنت کی تمام دینی و مذہبی کتب مہیا کر رہا ہے۔  
اہلسنت خاص توجہ فرمائیں۔

ماہانہ نصرت علی پشی



غلبہ باغ علیہ حضرت سید محمد مرعوب صاحب اختر الامادی منظرہ اعمال جدید آباد  
 اختر برقی رفعت پہ لاکھوں سلام آفتاب رسالت پہ لاکھوں سلام  
 مجتبیٰ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام  
 شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام  
 جس کی عنایت پہ مدد دے دقاہ جسم جس کی زلفوں پہ قرباں بہارِ جسم  
 نوشہ بزمِ پروردگارِ جسم شہرِ یارِ دم ، تاجدارِ جسم  
 نورِ بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام  
 روجِ دانش دہ پہ دائم درود شمسِ روستے مجھے پہ دائم درود  
 تاجدارِ تدبیر پہ دائم درود شبِ اسرار کے دولہا پہ دائم درود  
 نوشہ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام  
 جھک گیا جس کے آگے ادب سے حرم رفعت لامکاں جس کے زیرِ قدم  
 کمر گئے نصب پوششِ جنت میں مسلم سروِ نازِ قدم مغنِ رازِ حکم  
 یکہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام  
 جس کے قدموں پہ سجدہ کریں جانہ منہ سے بولیں شجر ، دیں گراہی حیدر  
 وہ ہیں محبوبِ رب مالکِ بحر و بر صاحبِ رجبت شمس و شفق القمر  
 نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام  
 کتنی ارفع ہے شانِ مبیبِ خدا مالکِ دوسرا ، سرورِ انبیاء  
 مقتدی جس کے سب سب کا جو مقتدا جس کے زیرِ لواء آدم و سن سوا  
 اُس سرائے سعادت پہ لاکھوں سلام  
 یہ سراپا حسین ، رب ہے مطلق جمیل اُس نہیں اس میں گنہائش قال وقیل

یہ بھی اک ایک ہے ، پیسے رب بے دلیل بے سہم و تقیم و عدیل و مثیل !  
 جو ہر فردِ عزت پہ لاکھوں سلام  
 روز و شب سرورِ انبیاء پر درود ہر گھڑی ہر نفسِ مصطفیٰ پر درود  
 گنج ہر زاہد و پارسا پر درود کتنے ہر بیکس و بے لیا پر درود  
 عزیز ہر رفعت طاقت پہ لاکھوں سلام  
 جو ہیں غمخوارِ شاہ و گدا ہر نفس جن کے جلووں سے معدوم حرمِ جہوں  
 ساری دنیا ہے جن کی نمک خوار بس خلق کے وادرس سب کے فریادرس  
 کہتے روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام  
 مجھ سے بیجاں کی طاقت پہ لاکھوں درود مجھ سے بے کل کی راحت پہ لاکھوں درود  
 مجھ سے بے گھر کی جنت پہ لاکھوں درود مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں درود  
 مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام  
 خسرو بزمِ قوسین و عرش و دنے ذرۃ التاج سلطانی محلِ اتی  
 نور شمسِ انضیٰ بقل بدر الدجہ شمع بزمِ دنے جو میں لم کُن آنا  
 شرحِ معنیِ ہویت یہ لاکھوں سلام  
 بیقراروں کی راحت پہ اعلیٰ درود !! غمخواروں کی مسرت پہ اعلیٰ درود  
 بلِ منع اللہ شائبہ پہ اعلیٰ درود ربِ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود  
 حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام  
 رہبرِ دین و دنیا پہ بے حد درود شافعِ روزِ عقبیٰ پہ بے حد درود  
 ہم ضعیفوں کے ملجا پہ بے حد درود ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود  
 ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام  
 جس پہ قرباں ہیں ، طوبیٰ کی رعنائیاں طائرانِ قدس جس کی ہیں قسریاں



اُس سہی سرورِ قیامت پہ لاکھوں سلام  
جس کی توصیف والعباس طہ صفا جس کی تفسیر دانش اور والفسفی  
جس کی تعریف "مطلق جمالِ خدا" وصف جس کا ہے "آئینہ حقِ خدا"

اُس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام  
رفیقین بہرِ سجدہ جہاں خشم رہیں روز و شب کعبہ و لامکاں خشم رہیں  
بہرِ آداب کردِ بیاں خشم رہیں جس کے آگے سرِ سرورِ ایں خشم رہیں

اِس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام  
"مٹھ اندھیرے" ضیائے سحر کی رمق "صبح کے خطے یا پردہ شب ہے شق"  
"چرخِ ولیل" پر "والضیٰ کی شفق" "لیلۃ القدر" میں "مطلع النور" حق

ناگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام  
وصفِ گوشِ نبی اور میں کج زبان ہے "موجود القصر" اشیع جن کی شان  
جن پہ قربان، حسنِ سماعت کی جان دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام  
جس کے چہرے پہ جلوں کا پہرا رہا "نجمِ وطن" کی جبرِ مٹ میں چہرا رہا  
حسنِ جس کا ہر اک "چشم" میں گہرا رہا جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام  
لامکاں کی جبینِ بہرِ سجدہ جھٹکِ رفتِ منزلِ عرشِ اعلیٰ بھٹکی  
غفلتِ قبلہ وینِ دُوبیا جھٹکِ جن کے سجدے کو مصداقِ کعبہ بھٹکی

اُن بجنوں کی لطافت پہ لاکھوں سلام  
جس کے جلوے زمانے میں چھانے گئے جس کے منورے اندھیرے ٹھکانے گئے  
جس سے غفلت کدے نورِ پائے گئے جس سے تاریکِ دل جھگڑانے گئے!

اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام  
جس کے عالِ مقالات وحیِ خدا جس کے فیہی اشارات وحیِ خدا  
جس کے الفاظِ آیات وحیِ خدا وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا

چشمِ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام  
قلزمِ معرفت، نہرِ سداں بنے بحرِ توحید، دریائے ایمان بنے  
بینِ سرِ چشمہ، آبِ حیات بنے جس سے کھاری کنویں شیرِ جاں بنے

اِس زلالِ ملاوت پہ لاکھوں سلام  
رحمتِ حق کی ہونے لگیں بارشیں دین و دنیا کی لٹنے لگیں دولتیں  
کھول دیں بس نے اللہ کی حکمتیں! وہ زبان جس کو سب کُن کی کنجی کہیں

اُس کی نافذِ حکومت پہ لاکھوں سلام  
جس کے تابع ہیں، مقبولیت کے اصول منہج جس پر ہے رحمتوں کا نزول  
وہ دعا جس پہ مدتے درود کے قبول وہ دعا جس کا جوہرِ بہارِ قبول!

اُس نسیمِ ابابت پہ لاکھوں سلام  
منہجِ غم سے ہوتے ہوئے ہنس پڑیں رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں  
بختِ جاگ اٹھیں سوتے ہوئے ہنس پڑیں جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام  
وینِ دنیا ویسے، مالِ اور زر دیا! حورو غلمان ویسے، غلہ و کوثر دیا  
دامنِ مقصدِ زندگی بھر دیا! ہاتھ جس سمت اٹھا غصنی کر دیا

موجِ بحرِ سماعت پہ لاکھوں سلام  
ڈوبا سورج کسی نے بھی چھیدا! کوئی مثلِ خدا نہ دیکھا نہیں!  
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانہ نہیں جس کو بارِ دو عالم کی پرواہ نہیں



ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

عاصیوں کی جلائی کے چمکے ہلال ! تیرے غم سے رہائی کے چمکے ہلال !  
جلوہ مصطفائی کے چمکے ہلال ! عید شکل کشائی کے چمکے ہلال !

ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

عقل حیراں ہے اور اک کو ہے جنوں کیفیت ہے سر بہ سجدہ خسرو سرنگوں  
کون پہنچا ہے، تا حد ستر دروں دل سمجھ سے در ہے مگر یوں کہوں

غفر راز وحدت پہ لاکھوں سلام

آسمان ہلک اور جو کی روٹی نذا لامکاں ہلک اور جو کی روٹی نذا  
نہیں نکال ہلک اور جو کی روٹی نذا نکل جہاں ہلک اور جو کی روٹی نذا

اس شکر کی قناعت پہ لاکھوں سلام

بے بسوں کی قیادت پر پہنچ کر بندھی بے بسوں کی رفاقت پر پہنچ کر بندھی  
عاصیوں کی امانت پر پہنچ کر بندھی جو کہ عزم شفاعت پر پہنچ کر بندھی

اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

جب ہوا ضو نغمین دین و دنیا کا چاند آیا خلوت سے جلوت میں اسرار کا چاند  
نکلا جس وقت مسعود بطح کا چاند جس سہانی گھسٹ می چمکا طیبہ کا چاند

اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

فقارِ دو عالم ہے، اُن کا درود وہ سراپا کرم ہیں، برپا درود  
اُن پہ ہوتا ہے آئینہ رحمتوں کا درود پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود

یادگار کی اُمت پہ لاکھوں سلام

مثلِ نادرِ عظیم پہ آجھاں کریں اُن کا بخشش کا فضل میں سااں کریں  
پاس حق رضا عمت کا خبر آں کریں جانیوں کے لیے ترک پستاں کریں

دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

دل کش و دلربا پیاری پیاری پھین تو پھین نے بھی دیکھی نہ ایسی پھین  
جس پہ قربان اچھی سے اچھی پھین اللہ اللہ وہ پہنچے کی پھین

اُس خدا بھائی صورت پہ لاکھوں سلام

کیفِ خوشبوئے ایمان فضا پر درود مشک اُٹال معطر ہوا پر درود  
بندگیوں کی شرم و حیا پر درود اُٹھے برٹوں کی نشوونما پر درود

کھلتے غنوں کی تکبوت پہ لاکھوں سلام

مولہ ذات یکتا پہ یکتا درود آمدِ شاہِ دالا پہ اسلے درود  
تا قیامت شب و روز مندا درود فضلِ پسنداشی پہ ہمیشہ درود

کھینے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

طرزِ گفتارِ حضرت پہ شیریں درود شہدِ آمیز لذت پہ شیریں درود  
سافرِ شیر و شربت پہ شیریں درود میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود

اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

اک ادا ہے خدا بھائی، اظہار میں شانِ محبوبیت کی ہے، کردار میں  
دشت میں یا وحی ہے، کبھی غار میں روزِ گرم و شب تیسر و تار میں

کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ نگیں ہیں، ساک و سہک جس کے حلقے میں ہیں چاند سورج نلک  
جس کا بسکہ رواں، فرش سے عرش تک جس کے گہرے میں ہیں، انبیا کھلک

اُس جہانگیرِ بخت پہ لاکھوں سلام

شرم سے آنکھ تارے چمکنے لگے ! منہ نہ دھر حیرت سے تھکنے لگے  
زرتے خورشید بن کر چمکنے لگے ! اندھے شیشے جلا جھل دکنے لگے !



جلوہ بریزی دعوت پہ لاکھوں سلام

وقفِ محمد و ثنائِب پہ بے حد درود ہر گزشتی ذاکرِ رب پہ بے حد درود  
اُن کے ہر طور ہر موصی پہ بے حد درود لطفِ بیداری شب پہ بے حد درود

عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام

خود سروں کی تنی گز دینِ مجبک گشتیں سرکشوں کی امنی گز دینِ مجبک گشتیں  
متی جو اونچی وہی گز دینِ مجبک گشتیں جس کے آگے کمپنی گز دینِ مجبک گشتیں

اُس فدا واد شوکت پہ لاکھوں سلام

فرقِ مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی قصہ طور و معراج سمجھے کوئی !  
کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی بہت پہ لاکھوں سلام

تھے صحابہ میں یوں آئینہ ہی کے لال جیسے تاروں کی جھڑمٹ میں بدرکمال  
حلقہ نور میں نصیرِ لازوال !! گروہ، دستِ انجم میں رخشاں ہلال

بدرک دفعِ غفلت پہ لاکھوں سلام

اُن کے پاکیزہ گیسو پہ لاکھوں درود اُن کی عنبرِ فشاں بو پہ لاکھوں درود  
اُن کے آئینہ رو پہ لاکھوں درود الغرض اُن کے ہر مو پہ لاکھوں درود

اُن کی ہر غور و خلعت پہ لاکھوں سلام

ذاتِ یکتا کے اُن پر کرو درود و رُت کعبہ کے اُن پر کرو درود درود  
حق تعالیٰ کے اُن پر کرو درود درود اُن کے مولیٰ کے اُن پر کرو درود درود

اُن کے اصحاب و عزت پہ لاکھوں سلام

جس میں پاکیزگی کے "گل" ایسے کھلے جس سے عفت کے "گلشن" معطر ہوئے  
خلقِ تقدیس و عصمت ہمک جس سے نلے آپِ تلمیذ سے جس میں پودے سجے

اُس ریاضِ نہایت پہ لاکھوں سلام

منظر "مصدرِ ذاتِ ربِ قدیر" جن کے دیکھے سے ہوتے ہیں روشن ضمیر  
"ماہِ توحید" کے تجھانے منیر "خونِ غمخیزِ الرسل" سے ہے جن کا خمیر

اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ سلطانِ ہر دوسرا ! نورِ چشمِ جنابِ حبیبِ خدا  
عینِ نعمتِ دلِ سرورِ انبیاء اُس بتولِ مہر پارہ مصلطفا

جہلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

صادقہ، صالحہ، صائمہ، صابرہ، صاف دل، نیک غور، پارسا، شاکرہ  
عابدہ، زاہدہ، ساجدہ، ذاکرہ سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ

جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

گم ہر فائدہ، مرکزِ اقتیاء... پسرِ مرتضیٰ، مرجعِ انصیاء  
نور، نورِ مندا، سرورِ اولیاء حسنِ مجتبیٰ، سیدِ الاسیاء

راکبِ دوشِ منت پہ لاکھوں سلام

تاجورِ صبیحہ کا شاہِ گلگونِ قبا ! کشتہ ہر جفا شاہِ گلگونِ قبا  
وہ قاتلِ رضا، شاہِ گلگونِ قبا ! اُس شہیدِ بلا، شاہِ گلگونِ قبا

بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

قرش پر تھی گز عیشِ منزلِ ہوئی یعنی جلوہ گزِ حسنِ کاملِ ہوئی  
عیشِ دالے کے جلووں کی حاملِ ہوئی عیشِ جس پہ تسلیمِ نازلِ ہوئی

اُس سراپے سلامت پہ لاکھوں سلام

شیخِ تابانِ عیشِ آستانِ نبی غم گز نبی، طبعِ دالِ نبی  
راحتِ قلب و روحِ روانِ نبی ! نبیِ صدیق، آرامِ جانِ نبی



منظہر بقوا محمد ، امام الرشید !  
 خاتم فرزند ارشد ، امام الرشید  
 سعد و مسعود و اسعد ، امام الرشید !  
 سید آل محمد ، امام الرشید

گل رومن ریاضت پہ لاکھوں سلام

جس کی سرکار ہے ، بارگاہ قبول  
 جس کے دربار میں اولیاء ہیں شمول  
 جس پہ ہے ، رحمت مطلق کا نزول  
 حضرت حمزہ شیر خدا اور رسول !

زینتِ قادریت پہ لاکھوں سلام

غنیۂ "بان" جو دو نوالِ رسول  
 پر تو "شع" جاہ و جلالِ رسول  
 جلوۂ "طور" حسن و جمالِ رسول  
 نورِ جانِ عطسہ مجوہہ آلِ رسول

میرے آقا کے نعمت پہ لاکھوں سلام

بیک لیتے ہیں ، جس دُور سے اہل مراد  
 خمِ جہاںِ استغفار کا سرِ اقمقار  
 مرکز "منظہر" نورِ تکلِ یغیبا و  
 زیبِ سجادہ سجادِ نوری نہاد

احمد نورِ طہیت پہ لاکھوں سلام

ہے ندایا کرمِ باری سیری جناب  
 از طفیلِ جناب رسالت تاب  
 وہ کہ جن کا ہے لیس ظہِ خطاب  
 بے عذاب و عذاب و حجاب و کتاب

تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

میں بھی ہوں اک گدائے درِ اولیاء  
 میں بھی ہوں اک سگ کوئے غوثِ اولیاء  
 میں بھی ہوں ذرۂ کوچہٴ مصطفیٰ  
 تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا

بندۂ ننگِ مہکت پہ لاکھوں سلام

تیری رحمت سے ، ان پہ پر تو فگن  
 ان پہ ہو سایۂ لطف ، شاہِ زمین  
 دیر تک یہ درختاں رہے اکسمن  
 میرے استاد ماں باپ بھائی بہن  
 اہلِ ولد و شیرت پہ لاکھوں سلام

وہ فنی کیوں نہ تقدیر کا ہو دھن  
 جس سے پائے ہوں دولسل کا انہی  
 شریعِ نورِ عمل نور ہے زندگی !  
 درِ منشورِ قرآن کی سکب بھی

زورِ نورِ مہکت پہ لاکھوں سلام

گنجِ لطف و کرم ابرِ جود و عط  
 قائم دولتِ شاہِ ارض و سما  
 سرورِ استیاء ، سیدِ الاغنیاء  
 یحییٰ عثمان معاصی قیسی ہدی

حدہ پوششِ شہادت پہ لاکھوں سلام

سرورِ اولیائے زمان و زمین  
 مرکزِ معرفت ، اصلِ مولا یقین !  
 بابِ علمِ شہشاہِ دنیا و دین  
 مرتضیٰ شیر حق ، اسٹیجِ الاشجعین

ساقی شیرِ شربت پہ لاکھوں سلام

شیخِ راہِ ہدے ، وجہِ وصلِ خدا  
 ذاتِ شکلِ کشا ، وجہِ وصلِ خدا  
 حیدری سلسلہ ، وجہِ وصلِ خدا  
 اصلِ نسلِ صفا ، وجہِ وصلِ خدا

بابِ فعلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

انفیرِ شکرِ ناتھانِ زمین !  
 تیغِ انا فقہا ہے جو جسے لگن  
 بازوئے مصطفیٰ ، پنجبہٴ پنجین  
 شیرِ شیرِ زن ، شاہِ خیرِ شکن

پر تو دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ کی خوشی صرف جن کی طلب  
 ہے خدا کی رضا ، زندگی کا سبب  
 شاملِ مقلدینِ محبوبِ رب  
 مومنین پیشِ فتح و پسِ فتح سبب

اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

اُس نظر کا مقدر ہے کس ادج پر  
 اُس کی تقدیر ہے کس قدر بختر  
 اُس نظر پر خدا تابِ چشمِ سحر  
 جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر  
 اُس نظر کی بشارت پہ لاکھوں سلام



اگر وجود عطا کس پہ؟ برسا نہیں تیرا قہقہہ نہیں  
کس جگہ؟ اور کہاں؟ تیرا قبضہ نہیں اک میرا ہی رحمت پہ دعائے نہیں

شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

آفتاب قیامت کے بدلے ہوں طور جبکہ ہوا ہر طرف "نفس نفسی" کا شور  
جب کسی کا کسی پر نہ چلتا ہو زور کاشش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور

بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مرشدی شاہ احمد رضا خان رضا فیض یاب کمالیہ حسانِ رضا  
ساتھ خستہ بھی ہو زمرہ خواں رضا جبکہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مستطقی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

السلام اے بزرگِ گنبد کے میکین السلام اے رحمتِ عالمین

السلام اے باکال و باجمال السلام اے بے نظیر و بے مثال

السلام اے حق کے ماوِ تمام لو غلاموں کا غلامانہ سلام

دست بستہ ہیں کھڑے حاضرِ غلام عرض کرتے ہیں غلامانہ سلام

یا الہی از پئے زلفِ رسول یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

اے سخی تیرا سخی دربار ہے۔

گر کرم کر دو تو بیہوش پا رہے۔

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

کتابِ تعمیرِ کلمہ، مولانا محمد سعید صاحب معینی خطیب جامع مسجد نور غانیوال